زیرِ مطالعہ

فتنۂ خارجیت

یعنی

خارجیوں کی مکاری اور اِن کی اصل شکل

تالیف

ابوالامام حاجی فقیر نواب الدین عفی عنہ گولڑوی

مکتبہ غوثیہ۔ تلہ گنگ روڈ۔ چکوال

خوشخبری

عوام الناس اہل سنت وجماعت کو یہ سن کر بہت خوشی ہوگی کہ مسلک حقہ کی اشاعت کیلئے چکوال میں ایک دینی درسگاہ بنام "جامعہ اسلامیہ غوثیہ" عرصہ سے قائم ہے جس میں ہر سال ۱۰ شعبان المکرم سے ۲۷ رمضان المعظم تک دورہ قرآن مجید بالتفسیر ہوتا ہے اور استاذ العلماء والفضلاء شیخ الحدیث والتفسیر علامہ سید محمد زبیر شاہ صاحب مدظلہ العالی قرآن حکیم کے اسرار و رموز بیان فرماتے ہیں۔ جس طرح قرآن حکیم کو ماہ رمضان سے (شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن) ایک خاص نسبت ہے۔ اسی طرح قرآن حکیم کو عترت اہل بیت سے خاص نسبت ہے (انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی) اگر ان نسبتوں کا قران دیکھنا ہو تو ماہ رمضان میں دورہ قرآن مجید میں شرکت فرما کر دیکھیں۔ یہ نورانی مجلسیں نہایت پر کیف و پر سرور ہوتی ہیں۔ یہاں پر باہر سے تشریف لاتے ہوئے حضرات کے لیے رہائش اور خورد و نوش کا بندوبست جامعہ کی طرف سے ہوتا ہے اور ۲۷ رمضان کی شب کو جشن دستار فضیلت کی تقریب ہوتی ہے جو عجیب پرکیف سماں پیدا کرتی ہے۔ شوق ہو تو شرکت فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔ والسلام

یکے از سگان غوث اعظم فقیر حاجی نواب الدین عفی اللہ عنہ

مؤلف کی تالیفات کے علاوہ دینی، مذہبی اور درس نظامی کی کتب بھی مکتبہ ہذا سے دستیاب ہو سکتی ہیں۔ کتب فروش حضرات کو معقول کمیشن دیا جائے گا۔ تاکہ مسلک حقہ کی اشاعت ہو سکے۔

نوٹ: مؤلف کی کتابوں کا سیٹ یکمشت حاصل کرنیوالوں کو ۳۳ فیصدی کمیشن دیا جائے گا۔ اور کتب فروشوں سے نصف قیمت لی جائے گی جو یکوقت سو سو کتابیں خریدیں گے۔

فتنہ خارجیت

یعنی

خارجیوں کی مکاری اور ان کی اصل شکل

تالیف

ابوالامام حاجی فقیر نواب الدین عفی عنہ گولڑوی

مکتبہ غوثیہ۔ تلہ گنگ روڈ۔ چکوال

بار اول ——— ایک ہزار

خط و کتابت اور کتاب حاصل کرنے کا پتہ: مکتبہ غوثیہ ، شمس سٹریٹ - ۱۶ - اسعدی پارک مزنگ - لاہور

قیمت ۲ روپے اور سیکڑہ حاصل کرنے والوں سے نصف قیمت، ایک نسخہ کیلئے ۲ روپے کے ٹکٹ ارسال کریں۔

کتابت: محمد یونس کھوکھر لاہور

پریس: نیازی پریس، لاہور

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۝ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۝

حضرات!

موجودہ پُرفتن دور میں جہاں اور کئی فتنوں نے سر اٹھایا ہے اس میں ایک بہت بڑا فتنہ "فتنہ یزیدیت" بھی ہے۔ کھلے بندوں یزید کی حمایت میں جلسے ہو رہے ہیں۔ یزید کا عرس منایا جا رہا ہے۔ اور امیر یزید زندہ باد کے فلک شگاف نعرے لگائے جا رہے ہیں۔ اور ستم بالائے ستم یہ کہ حکومت کے اندر اس ذہنیت کے عناصر موجود ہیں بلکہ ٹی وی اور ریڈیو پر بھی آتے ہیں۔ ان میں سے ایک شاہ بلیغ الدین صاحب بھی ہیں جو اکثر ریڈیو پر صبح ۶ بجکر ۵۵ منٹ پر روشنی کے عنوان سے تقریر کرتے ہیں۔ حال ہی میں انہوں نے جدہ شریف کے ایک جلسہ میں پاکستانیوں کے سامنے یزید کی حمایت میں تقریر کی اور تقریر کے دوران حضرت امیر یزید زندہ باد اور منکر تاریخ اسلام زندہ باد کے نعرے لگائے گئے۔ کیسٹ میرے پاس موجود ہے۔ جسے شوق ہو اس کی تقریر سُن سکتا ہے۔ بلکہ ریکارڈ بھی کر سکتا ہے۔ اس کی تقریر کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ کون کہتا ہے کہ کربلا میں لڑائی ہوئی۔ اور حسین کے ساتھیوں سے یزید کی فوج کا ٹکراؤ ہوا۔

۲- جب حسین (رضی اللہ عنہ) کے خارجی اور کوفی ساتھیوں نے دیکھا کہ یزید اور حسین کی صلح ہونی چاہتی ہے اور ملاپ ہوا چاہتا ہے تو انہوں نے رات کے اندھیرے میں حسین اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کر کے قتل کر دیا۔ خیموں کو آگ لگا دی اور لوٹا۔ تو ابن زیاد کی فوج نے ان چند بدمعاش کوفیوں پر حملہ کر کے اُن سے ہٹایا اور بحفاظت یزید کے دربار میں پہنچایا تو یزید کے گھر والوں نے اپنی بھتیجیوں خالاؤں اور عزیزوں کا استقبال کیا اور مرنے والوں پر افسوس کیا۔

۳- حسین (رضی اللہ عنہ) نے سیدنا ابن زیاد سے کہا کہ مجھے یزید کے پاس جانے دو تاکہ میں یزید سے مل کر معاملات طے کر لوں اور میں اپنے تمام معاملات یزید کے سپرد کر دیتا ہوں۔

۴- مجھے یزید کے پاس جانے دو۔ میں اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ میں دیتا ہوں۔ (تین بار)

۵- کون کہتا ہے امیر یزید شرابی اور فاسق فاجر تھا۔ امام غزالی نے کہا۔ امیر یزید شرابی، فاسق فاجر نہیں تھا۔ حافظ امام احمد بن حنبل نے کہا۔ امیر یزید زاہد ترین لوگوں میں سے تھا۔ امام ابن تیمیہ نے کہا وہ صحابہ کا پیروکار اور دین اسلام کا خادم تھا۔

۶- قسطنطنیہ کی جنگ میں لشکر کی قیادت امیر یزید نے کی اور بفرمانِ نبوی یہ جنتیوں کا لشکر ہے اور جلیل القدر صحابہ مثلاً ابو ایوب انصاری۔ اُم حرام۔ عبداللہ ابن عمر۔ عبداللہ ابن زبیر۔ عبداللہ ابن عباس وغیرہ امیر یزید کی قیادت میں لڑے۔

۷- ہم پاکستان میں صحابہ کے ایام نہیں منا سکتے۔ یوم صدیق نہیں منا سکتے۔ یوم فاروق و عثمان نہیں منا سکتے۔ کیا تم یہاں سیدنا امیر معاویہ کا دن مناؤ گے۔ جواب میں ہاں ہاں۔

یہ تھے چند اقتباسات شاہ بلیغ الدین صاحب کی تقریر کے جو انہوں نے جدہ شریف میں کی۔ اس تقریر کے جواب آپ اس کتاب میں پڑھ لیں گے۔ افسوس تو حکومتِ پاکستان پر ہے جس نے مارشل لاء کے تحت آرڈیننس جاری کر رکھا ہے کہ کوئی شخص پاکستان میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں یا صحابہ کبار اور آل اطہار کی شان میں گستاخی کرے گا سزا کا مستحق ہوگا۔ مگر معاملہ بالکل اس کے برعکس ہے۔

ہم حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں، ایسے بدعقیدہ افراد کی نشاندہی کی جائے اور ان پر کڑی نظر رکھی جائے اور سزا دی جائے۔ تاکہ قانون کا احترام برقرار رہے اور شاہ بلیغ الدین کو ابلاغ عامہ میں حصہ لینے سے رد کا جائے۔ جو پکا خارجی ہے۔ یہ کردار بطور نمونہ آپ کے سامنے پیش کیا گیا ورنہ اس خطہ پاکستان میں اس ذہنیت کے ہزاروں افراد موجود ہیں۔ جو غیر ملکی اشاروں پر ناچ رہے ہیں۔

یہاں سب سے پہلے محمود عباسی نے کراچی سے ایک کتاب "خلافت معاویہ و یزید" بعدہٗ "تحقیق مزید" "حیاتِ یزید" شائع کی۔ جس میں امام عالیمقام کو باغی وغیرہ ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کی گئی اور یزید پلید کو خلیفہ برحق، پیدائشی جنتی تک کہا گیا۔ اس کے بعد لاہور کے محمد دین بٹ نے "رشید ابن رشید" نامی کتاب شائع کی۔ جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے۔ یزید کو خلیفہ رشید ثابت کرنے کی جسارت کی گئی اور امام عالیمقام اور آل اطہار پر خوب کیچڑ اچھالا گیا۔ اور آج کل جہلم سے حکیم فیض عالم صدیقی غیر مقلد نے اس مسلک باطلہ کی اشاعت کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا رکھی ہے۔ اس نے صدیقہ کائنات وغیرہ

لکھ کر حسنین کریمین اور آلِ اطہار پر عموماً سخت ترین حملے کیے ہیں اور خلیفہ چہارم سیدنا علی المرتضیٰ شیرِ خدا کرم اللہ وجہہٗ کی خلافت راشدہ کا انکار کر کے اپنے خبث باطنی کا ثبوت دیا ہے۔ واضح ہو کہ یہ تمام کتابیں بحق سرکار ضبط ہو چکی ہیں۔ مگر یہ سلسلہ ختم نہیں ہوا، ضبطی کے بعد اس سے بھی سخت تر کتاب شائع کر دی جاتی ہے۔ اور کامونکی میں ایک غیر مقلد خارجی ابو عتیق محمد امین نے 'معارف یزید' نامی کتاب شائع کی ہے۔ جس میں اُس نے وہی کچھ دہرایا ہے جو دہرایا جا رہا ہے۔ اس پر مولوی عبد اللہ مبارکپوری مدرس مدرسہ رحمانیہ دہلی نے اپنی تقریظ میں امام عالیمقام کی شان میں توہین آمیز کلمات لکھے ہیں اور اسی طرح مولوی ابو سعید شرف الدین دہلوی غیر مقلد نے بھی واقعہ کربلا کو سیاسی واقعہ قرار دے کر اپنی خارجی ذہنیت کا اظہار کیا ہے۔ اور اسی طرح مولوی عظیم الدین نے اپنی تالیف "حیات سیدنا یزید" میں خلیفہ رشید سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ کی جگہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا نام درج کیا ہے۔

حضرات! اس کتاب کے لکھنے کا ایک یہ مقصد بھی تھا کہ آپ حضرات کی توجہ علماء دیوبند کی اس معاملہ میں اُن کی اس دو رنگی کی طرف بھی دلائی جائے۔ جو انہوں نے اختیار کر رکھی ہے۔ ہوا یوں کہ محمد دین بٹ نے لاہور سے ایک کتاب 'رُشید ابن رشید' لکھی۔ جیسا کہ اوپر بتایا جا چکا ہے۔ کہ اس میں آلِ اطہار کی شان میں بے ادبی کی گئی۔ خصوصاً حضرات حسنین کریمین اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کی شان میں بے جا الفاظ استعمال کیے اور یزید پلید کو پیدائشی جنتی اور خلیفہ برحق ثابت کرنے کی کوشش کی گئی اور اس کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ اور

صلوات اللہ جیسے الفاظ لکھے گئے اور امام حسین رضی اللہ عنہ کو نعوذ باللہ باغی تک لکھ مارا ۔ اور یہ کتاب علماء دیوبند کے سامنے پیش کی گئی تو ان میں سے ۲۳ علماء نے اس کتاب کے حق میں تقاریظ لکھ دیں ۔ چنانچہ بریلوی مکتبہ فکر کے علماء نے گرفت کی ، تو جناب قاری محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند نے "رشید ابن رشید" کے رد میں ایک کتاب "شہید کربلا اور یزید" لکھ دی ۔ جس پر یزیدی بہت سر پٹپائے اور انہوں نے اکابرین دیوبند یعنی مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی ، مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی اور مولانا محمد طیب صاحب کے علاوہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری ۔ مجدد الف ثانی صاحب ، شاہ ولی اللہ صاحب ، شاہ عبد العزیز صاحب بلکہ ابو داؤد ترمذی ، مسلم ، بخاری اور مشکوٰۃ شریف کے مرتبین اور شارحین کو شیعہ لکھ مارا ۔ جس پر علماء دیوبند میں یہ ردِ عمل ہوا کہ ان کی طرف سے بھی کئی ایک ان خارجیوں کے خلاف کتابیں لکھی گئیں ۔ جس میں ان خارجیوں کے عقائد بیان کئے گئے اور ان کا آلِ اطہار سے بغض خصوصاً حسنین کریمین اور علی المرتضیٰ سے عداوت اور شقاوت قلبی کا مظاہرہ اور یزید پلید کی ذات پر فتوے اور اس کی حکومت پر الزامات درج کئے گئے ۔ چنانچہ اس سلسلے میں کراچی سے محمد عثمان انوری نے ایک کتاب "خارجیت کا جدید ایڈیشن حامیان یزید کی شکل میں" شائع کی جس کی فوٹو سٹیٹ آپ کے سامنے پیش کی جاتی ہے ۔ اس میں انہوں نے یزید اور خارجیوں کی خوب گت بنائی ہے :-

ملاحظہ ہو :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ آغاز

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین و علیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

محترم ناظرین کرام زیرِ نظر مقالہ میرے عزیز دوست محمد رمضان میمن کے بار بار اصرار پر تحریر کر رہا ہوں اور خود مجھے بھی اس موضوع پر کچھ مختصر تحریر کرنے پر روحانی مسرت اور سکون محسوس ہو رہا ہے کیونکہ اس دور پرفتن میں جبکہ ہر جانب اسلام پر دشمنوں کی یلغار ہے اور قرونِ اولیٰ کے بعد سے جو مختلف گروہ یہودی سازشوں کی وجہ سے پیدا ہو گئے تھے ان کا خاتمہ تو نہیں ہوا تھا مگر کسی حد تک ان کے شر و فساد سے مسلمان محفوظ ضرور ہو گئے تھے۔ مگر جس طرح وبائی جرثومے مکمل ختم نہیں ہوتے اور دنیا کے کسی نہ کسی خطے میں وبائی شکل میں نمودار ہوتے رہتے ہیں بالکل اسی طرح فرقے

ہی نہیں بلکہ فتنے اب "تاریخ و تحقیق" کے سنہری نام سے صحابہ کرام اور اسلاف امت کے خلاف ریسرچ بلکہ "تحقیر و تنقیص" کر کے ان کی سیرت و کردار کا نعوذ باللہ پوسٹ مارٹم کرنا چاہتے ہیں ان میں سے ایک گروہ تو سیدنا عثمان غنیؓ و سیدنا امیر معاویہؓ پر اور دوسرا سیدنا علیؓ اور ان کی اولاد خصوصاً سیدنا امام حسنؓ و سیدنا امام حسینؓ پر فرد جرم عائد کر رہا ہے باقی صحابہ کرامؓ کو اسی ضمن میں شمار کر کے ان کو بھی نشانہ بنا رہے ہیں در حقیقت اگر دونوں گروہوں کا محاسبہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ گروہ بیرونی طاقتوں کا آلہ کار ہیں۔ ایک گروہ استعمار کا اور دوسرا گروہ اشتراکیت کا آلہ کار ہے دراصل یہی دونوں طاقتیں وحدت اسلامی کو پارہ پارہ کر کے اپنے اغراض و مقاصد حاصل کرنا چاہتی ہیں۔ لہذا ہم جملہ مسلمانوں سے خصوصاً اہلسنت والجماعت سے وابستہ حضرات سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ اِن کے دام تزویر میں نہ آئیں بلکہ صحابہ کرامؓ اور اسلاف امت کا احترام کرتے ہوئے پوری قوت سے مسلک اہلسنت والجماعت اور صحابہ کرام کا دفاع کریں کیونکہ صحابہ کرامؓ کی عظیم المرتبت شخصیت جو ہمارے دین و ایمان کا جزو ہیں ان کی تنقیص و تنقید دہی گروہ کرتے ہیں جو یا تو رافضی ہوتے

ہیں یا پھر خارجی یا ناصبی وغیرہ ہے ہم اس مختصر مقالہ میں قرآن کی آیات احادیث رسول اور اجماع امت وقیاس واجتہاد کی روشنی میں مقام صحابہؓ کا ذکر کریں گے۔ جس سے اندازہ ہو گا کہ ان حضرات کی عظمت اسلام کی روشنی میں کیا ہے اور مخالفین ان کے مقابلہ میں جن افراد کو آج ہیرو خلیفہ اور راہنما بنا کر پیش کرنا چاہتے ہیں ان کی حقیقت اور حیثیت کیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ ان نام نہاد محققین اور مورخین کے مبلغ علم اور اعتقادات بھی معلوم ہو جائیں گے کہ ان کے نظریات اور عزائم کیا ہیں اور انہوں نے آج تک اسلام کی کیا کیا خدمات سر انجام دی ہیں۔ قرآن کریم، احادیث رسول اور اجماع امت کے مقابل فن تاریخ کو عقائد کی کتاب بنا کر یہ گروہ سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کر رہا ہے اور اہلسنت والجماعت کی پناہ لیکر رافضیت خارجیت اور ناصبیت کو پروان چڑھا رہے ہیں اس کتاب کے آخر میں قرآن وسنت اور تاریخ کی مستند روایات کے ساتھ اکابر علماء اہلسنت کے فتاوی بھی اس گروہ اور افراد کے متعلق ملاحظہ فرمائیں۔ انشاء اللہ حقیقت آشکارا ہو جائے گی

اُمید ہے کہ یہ مختصر مقالہ اہل حق کے لئے مشعل راہ ثابت ہوگا اور اہل باطل کے لئے حد فاصل ہوگا۔ انشاء اللہ العزیز۔

حقیر محمد عثمان الوری
خادم اہلسنت والجماعت
۶، ذی الحجہ ۱۳۹۶ھ

حامیانِ یزید یعنی خارجی گروہ کی ذہنیت کی نقاب کشائی

۱۔ یہ گروہ سیدنا حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت میں سیدنا حضرت علیؓ کو ملوّث قرار دیتا ہے

۲۔ سیّدنا حضرت علیؓ کو خلیفہ راشد بھی تسلیم نہیں کرتا۔

۳۔ سیدنا حضرت علیؓ کو نعوذ باللہ صحابہ کا قاتل قرار دیتا ہے۔

۴۔ سیدنا حضرت علیؓ کی شان میں جو احادیث مقدس ہیں ان سب کا انکار کرتا ہے۔

۵۔ نوجوانانِ جنّت کے سردار سیدنا حضرت امام حسینؓ کو صحابی رسول نہیں مانتا بلکہ ان کو دنیا دار نا اہل اقتدار پرست، حریص اور نعوذ باللہ باغی قرار دیتا ہے۔

۶۔ اہل بیت کی شان میں آیت تطہیر کو تاویلوں سے جھٹلاتا ہے اور جمہور علماء اور اجماع امت کے خلاف عقائد

رکھتا ہے۔

۷۔ یزید کو امیرالمومنین خلیفہ راشد رضی اللہ عنہ اور رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے۔

۸۔ اہلبیت اور صحابہ کرام اور سادات دشمنی کے علاوہ اجماع امت اور مشاہیر ملت کے خلاف زبان درازی کرتا ہے۔

۹۔ سلسلہ طریقت یعنی سلسلہ عالیہ قادریہ، چشتیہ سہروردیہ اور نقشبندیہ کو اہل تشیع کی ایجاد قرار دیتا ہے اور طریقت کے اکابر کو سبائی قرار دیتا ہے۔

۱۰۔ اپنی خود ساختہ تحقیق و تاریخ کو تجزیہ کو ہی مسلمانان عالم کے لئے ضروری قرار دیتا ہے اور انکی اس نوایجاد تحقیق کو تسلیم نہ کرنے والے مسلمانوں کو سبائی زدہ قرار دیتا ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ چودہ سو سال سے مسلمان ظلمت اور غفلت میں رہے ہیں ان کے بزرگوں کے عقائد بھی گمراہی پر تھے کیونکہ یہ لوگ بلا تحقیق علم دین قرآن و حدیث، فقہ و تاریخ پڑھتے اور پڑھاتے رہے۔ اس سلسلہ میں یہ لوگ خاندان شاہ ولی اللہ اور علماء دیوبند کو خاص طور پر مطعون کرتے ہیں

خارجی گروہ مسلمانانِ اہلسنت والجماعت کو کیا کہتا ہے اور کیوں ؟

جب کسی خارجی کے سامنے حضرت علیؓ اور ان کے گھرانے کا تذکرہ ادب و احترام سے کیا جاتا ہے تو یہ گروہ ان کو اہل تشیع کا حمایتی قرار دیتے ہیں در حقیقت خارجیت کے فتنہ کی ابتداء ہی میں یہ ذہنیت کار فرما رہی ہے کہ وہ ہر عاشق صحابہ و اہلبیت کو اپنے نظریات و افکار کی رو سے مجرم گردانتا ہے یہاں تک کہ سیدنا حضرت امام حسنؓ نے جب سیدنا حضرت امیر معاویہؓ سے صلح کی تو ایک خارجی نے ان کو تیر مارا جو حضرت امام حسنؓ کی ران پر لگا اور آپ زخمی ہو گئے تو اس خارجی نے کہا کہ آپ کے والد نے غلطی کی تھی اور آپ نے بھی غلطی کی ہے اس لئے آپ کی سزا یہی ہے

خارجی گروہ یعنی حامیان یزید اپنے خودساختہ تاریخی حوالجات کے مقابلے میں اسلامی علوم کی جملہ کتابوں کو عبث تصور کرتے ہیں ان کا خیال ہے کہ جو نظریات ہم نے اپنائے ہیں یہی حق ہے اور باقی سب سبائی عقیدہ ہیں اور لوگ کم علمی اور کم فہمی کی وجہ سے ان کا شکار ہو جاتے ہیں

حامیان یزید کا یہ گروہ کہتا ہے کہ یزید کو برا کہنا یعنی فاسق

و فاجر کہنا گناہ عظیم ہے اور اس بارے میں خاموش اور سکوت
بھی جرم ہے بلکہ یزید کی تعریف اور شان بیان کرنا ضروری ہے
کیونکہ وہ امیر المومنین اور ایک صحابی رسول کے بیٹے ہیں لیکن
اس کے برعکس یہی گروہ سیدنا امام حسنؓ جو کہ خود صحابی رسول اللہ
اور خلیفہ راشد جگر گوشہ رسول کے بیٹے اور رسول اللہ کے
نواسے اور خلافت راشدہ کے دور میں تربیت یافتہ ہونے
کے ساتھ خلفاء راشدین کے زرین دور کے انوارات و برکات
مشاہدہ کرنے والے ان کے فضائل کو بالکل فراموش کر دیتے
ہیں جبکہ حضرت امام حسینؓ خود بھی صحابی رسول اور سردار
نوجوانانِ اہل جنت ہیں اس کے بعد خارجی گروہ کہتا ہے کہ
اسلام میں مساوات ہے اور سب برابر ہیں خاندان حسب
نسب اور رشتہ کی کوئی حیثیت نہیں ہے مگر یزید کے بارے
میں یہ ساری باتیں وہ لوگوں کو خود یاد کراتے ہیں اور خانوادۂ
رسولؐ کے چشم و چراغ سیدنا حسین کے متعلق ان کو قرآنی آیات
ارشاداتِ رسول عمل صحابہؓ عقائد اسلامی ان کو بالکل یاد
نہیں رہتے آخر رسول کے گھرانے سے یہ عداوت اور دشمنی کیوں؟

۔ حدیث شریف میں تصریح ہے کہ "میرے نسب اور تعلق کے علاوہ ہر نسب اور تعلق منقطع ہو جائیگا۔"
اور حدیث میں ہے:۔ ان لوگوں کا کیا حال ہے جو کہتے ہیں قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
رشتہ داری فائدہ نہ دے گی۔ ہاں میری رشتہ داری دنیا اور آخرت میں متصل ہے۔

مسلمانان اہلسنت والجماعت کے متفقہ عقیدہ حضرت امام حسینؓ اور یزیدؒ کے بارے میں

مسلمانان اہلسنت والجماعت یعنی حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی تمام آئمہ امت حضرت امام حسین کو صحابی رسولﷺ جنت میں نوجوانوں کے سردار حق پرست، مجتہد اور ان کی رائے کو حق سمجھتے ہیں اور سیدنا امام حسینؓ کو جیسا خلفاء راشدین نے محبوب اور عظیم مقام کا وارث سمجھا ایسا ہی سمجھتے ہیں اور ان کے قتل کو حلال کہنے والے کو کافر سمجھتے ہیں مسلمانان اہل سنت والجماعت یزید کو ایک دنیادار حکمران سمجھتے ہیں بعض علماء اس کے کفر کے قائل ہیں اور اس کو فاسق، فاجر، غافل، لاپرواہ سلطان جابر سمجھتے ہیں اور بعض لعنت کرنے کو جائز کہتے ہیں مگر احناف بالخصوص علماء دیوبند اور بریلی سکوت اختیار کرتے ہیں مگر یزید کی مدح وثنا اور تعریف کو زیادتی تصور کرتے ہیں اور اس قسم کے مسائل کو بنیادی اہمیت نہیں دیتے مگر ان باتوں کو بحث کا موضوع بنانے اور حضرت امام حسین کیا کسی بھی صحابی کی ادنیٰ تنقیص کو ظلم عظیم قرار دیتے ہیں اور حضرت امام حسینؓ اور صحابہ

و اہل بیت کا دفاع کرنا اپنا دینی، ملی اور ایمانی فریضہ سمجھ کر سرانجام دیتے ہیں اور ہر ممکن طریقہ سے قرآن و سنت و اقوال تاریخ و تحقیق کو مدنظر رکھتے ہوئے حقوق اہلبیت کی ادائیگی کا فریضہ انجام دیتے ہیں اور جملہ صحابہ دشمن عناصر روافض و خوارج کو گمراہ سمجھتے ہیں ان کے خود ساختہ قبیح عقائد سے بیزاری کا اعلان کرتے ہیں اور افراط اور تفریط کی بجائے راہ اعتدال جو ہمیشہ حق پرستوں یعنی اہلسنت والجماعت کا مسلک رہا ہے اس کو اختیار کرتے ہیں اور اسی کو راہ نجات سمجھتے ہیں اور اسی پر فخر کرتے ہیں

سبائیوں اور خارجیوں کو آخری وارننگ

ہم نے کتاب ہذا میں مسلک اہلسنت والجماعت کو قرآن و سنت، فقہ، تاریخ، اقوال اسلاف اور اجماع امت کے متفقہ عقیدے کی روشنی میں ذکر کیا ہے اور ہر ممکن کوشش کی گئی ہے کہ کسی کا ذکر اشارۃً یا کنایۃً نہ کیا جائے۔ اگر روافض اور خارجی گروہ اپنی ذہنی شرارت، تلبیسی فطرت اور مسلمانوں میں صحابہ کرامؓ اور اہلبیت سے بغض و نفرت کی پالیسی سے باز نہ آیا تو ہم مجبوراً سبائیت اور خارجیت کی پوری تاریخ موجودہ دور کے چند زندیق لوگوں کی سوانحی تصویر اور غلط

16

نظریات فرسودہ خیالات اور جدید تحقیقات کے نام پر اکابرین اس پر تنقیص کی مہم میں شریک افراد کے چہروں کی نقاب کشائی پر مجبور ہوں گے کیونکہ ہمارا مشاہدہ ہے کہ سبائیت جہاں پر دم توڑتی ہے اسکی متبادل جگہ خارجیت لے لیتی ہے اسکی واحد وجہ یہی ہے کہ ان دونوں باطل تحریکوں میں صحابہ دشمنی، انکارِ حدیث و خود پسندی تصوف و طریقت کا انکار، انانیت و خود پسندی اسلامی تاریخی کتابوں میں تحریف و تخفیف حق پرستوں کے تذلیل کے جرائم مشترکہ طور پر پائے جاتے ہیں درحقیقت یہی ان تحریکوں کے اصل محرکات ہیں جن پر ان کی بنیاد قائم ہے ۔۔۔ یہی دونوں گروہ مسلمانان اہلسنت والجماعت کے مخالف ہیں ان کا وجود اسلامی معاشرے میں سم قاتل کی حیثیت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ ملت اسلامیہ کو ان کے ناپاک عزائم سے محفوظ رکھے۔ آمین

سیدنا امام حسینؓ کا مقام اور یزید کا کردار

عقائد و حقائق تاریخ و تحقیق کی روشنی میں

ذیل میں ہم سیدنا امام حسینؓ اور یزید کا کردار حدیث نافقہ تاریخ کی روشنی میں مستند حوالہ جات اور اکابرین اسلام کی

آرائے گرامی پیش کر رہے ہیں جس سے قارئین کو معلوم ہوگا کہ خارجیوں اور سبائیوں نے ان کے بارے میں کس قدر غلو در غلو کی راہ اختیار کی ہوئی ہے جبکہ مسلمانان اہلسنت والجماعت راہ اعتدال جو افراط و تفریط سے پاک ہے اس پر گامزن ہیں اور یہی راہِ حق ہے مندرجہ ذیل سیاق اور حوالوں اور ارشادات کے بعد خارجیوں اور سبائیوں کی جعل سازی اور کرشمہ سازی کا بھرم کھل جاتا ہے۔

سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی عزیمت و جرأت اور ہمت و شجاعت قلب کا سب سے بڑا ظہور واقعہ کربلا سے ہوا ہے کہ جس چیز کو وہ حق سمجھ چکے تھے اس پر جان دے دینی گوارا کی مگر باطل کے آگے سر جھکانا گوارہ نہیں کیا اور باوجود بے یاری و مددگاری کے یکہ و تنہا باطل کے مقابلہ میں آگئے اور شہادت عظمیٰ کے مقام پر جا پہنچے۔

لیکن اسی کو خارجیوں نے بغاوت کا عنوان دے کر انکا سب سے بڑا عیب شمار کرائے اور اس اونچی صفات کو قرآن و حدیث اور اجماع صحابہ کے خلاف ایک نیچی قسم کی سیئہ دکھلا کر داغدار بنانے کی سعی کی ہے تاکہ کسی نہ کسی طرح حضرت

حسین پر کوئی نہ کوئی حرف آجائے اور ہمت و شجاعت کا یہ غیر معمولی کارنامہ اور شہادت عظمیٰ کا یہ بلند و بالا مقام ان کے نام مبارک پر نہ لگنے پائے۔ جیسا کہ ان کی عبارتوں اور ان کے دعویٰ سے ان کا یہ مدعا پیش کیا جا چکا ہے۔

لیکن اس سلسلہ میں جہاں تک الزام بغاوت یا نفی شہادت کا تعلق ہے اس کے بارہ میں سلف اور متقدمین کا جو کچھ نقطہ نظر ہے اس کے لیے ملا علی قاری شارح مشکوۃ شریف کی یہ ایک ہی عبارت کافی ہو سکتی ہے جو علاوہ موثق نقل ہونے کے اہل سنت والجماعت کا عقیدہ بھی ہے۔ شارح ممدوح عقیدہ ہی کی ترجمانی کرتے ہوئے شرح فقہ اکبر میں تحریر فرماتے ہیں۔

واما ما تفوہ بعض الجھلۃ	اور یہ جو بعض جاہلوں نے افواہ
من ان الحسین کان باغیا	اڑا رکھی ہے کہ حسین باغی تھے تو
فباطل عند اھل السنۃ	اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک
والجماعۃ ولعل ھذا	باطل ہے شاید یہ خوارج کے ہذیانات
من ھذیانات الخوارج	میں جو راہ مستقیم سے ہٹے ہوئے
الخوارج عن الجادۃ	ہیں۔

(شرح فقہ اکبر صہ ۸۷)

واضح ہے کہ اس دور کے تمام لوگوں کے نزدیک یزید کا فسق مسلم تھا جس کے مقابلہ کے لیے حضرت حسین رضی اللہ عنہ

اپنی قلبی عزیمت کی بناء پر کھڑے ہو گئے۔ ابن خلدون لکھتا ہے

واما الحسین فانہ لما ظہر فسق یزید عند الکافۃ من اہل عصرہ بعثت شیعۃ اہل البیت بالکوفۃ للحسین ان یاتیہم فیقوموا بامرہ فرای الحسین الخروج علی یزید متعین۔

لیکن حسینؓ تو جب یزید کا فسق وفجور اس کے دور کے سب لوگوں کے نزدیک نمایاں ہو گیا تو کوفہ کی اہل بیت کی جماعت نے حضرت حسین کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ یہاں کوفہ کے پاس تشریف لے آویں تو وہ سب انکی اطاعت میں کھڑے ہو جائیں گے تو اس وقت حضرت حسین نے سمجھ لیا کہ اب یزید کے خلاف کھڑے ہونا متعین ہے

(مقدمہ ابن خلدون صفحہ ۱)

فتاوی عزیزی میں حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ

خروج امام حسین علیہ السلام بنابر دعوائے خلافت راشدہ میعاد مبرکہ بمرور سی سال منقضی شدہ بود بلکہ بنابر تخلیص رعایا از دست ظالم و اعانت لمظلوم علی الظالم من الموجبات

فتاوی عزیزی صفحہ ۲۱

امام حسین رضی اللہ عنہ کا یزید کے خلاف کھڑا ہونا دعوائے خلافت راشدہ کی بنا پر نہ تھا جو تیس سال گزرنے پر ختم ہو چکی تھی بلکہ رعایا کو ایک ظالم (یزید) کے ہاتھ سے چھڑانے کی بنا پر اور ظالم کے مقابلے میں مظلوم کی اعانت کرنا تھا جو واجبات (دین) میں سے ہے۔

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی موسس دار العلوم
دیوبند کے حکیمانہ جملے ملاحظہ ہوں جو قرآن و حدیث کے اصول
اور آئمہ ہدایت کے کلام کا نچوڑ ہیں۔

اندریں صورت در شہادۃ حضرت
امام ہمام علیہ السلام چہ تردد؟
نہ یزید در حق و شان خلیفہ
بود نہ خروج بود ممنوع و اگر
خلیفہ بودی تاہم خروج ممنوع
بود عزل ممنوع نہ بود۔ بالجملہ
وجوہ ممانعت مفقود و
موجبات جہاد موجود۔ در
حسن نیت کلام نیست
باز اگر اوشان شہید نشوند
دیگر کدام خواہد بود۔ وازیں
ہم در گذشتیم اگر موجبات
جہاد ہم نبودند اوشان نیز از
تصدی جہاد باز آمدہ
میخواستند کہ براہ خود روند
لشکریان یزید پلید مگذاشتند
و محاصرہ کردہ ظلماً شہید

اس صورت میں امام ہمام علیہ السلا
کی شہادت میں کیا تردد ہو سکتا
نہ یزید ان کے حق میں خلیفہ تھا
نہ ان کا خروج اس کے خلاف
ممنوع تھا اور اگر وہ خلیفہ بھی
تھا تو پھر بھی خروج ممنوع
نہ تھا خروج بھی ممنوع تھا
تو عزل ممنوع نہ تھا۔ حاصل
وجوہ ممانعت خروج تو موجو
نہ تھیں اور موجبات جہاد موجو
تھے۔ حسن نیت امام میں کلام
نہیں پھر اگر وہ بھی شہید نہ
تو اور کون شہید ہوگا؟
ہم اسے بھی چھوڑتے ہیں۔ اگر موجب
جہاد بھی موجود نہ تھے تو حضرت
امام بھی جہاد سے رک کر یہ چاہت
تھے کہ ان کا راستہ نہ روکا جا

ساختنہ من قتل دون عرضہ و مالہ فھو شھید۔
(قاسم العلوم جلد ۲ مکتوب نہم ۱۴۔ ۵)

وہ یہاں سے کہیں بھی جا کر نکل جاویں انہیں نکل جانے دیا مگر یزید پلید کے فوجیوں نے انہیں نہ چھوڑا سارے راستے روک دیئے اور گھیرے میں لیکر قتل کر دیا۔ تو ابض حدیث نبوی) جو اپنی آبرو اور مال بچاتا ہوا مارا جاوے وہ شہید ہے (تو اس شہادت میں حرف زنی کی گنجائش ہی کیا ہے۔؟

بہرحال حدیث عبادہ میں کفر بواح کے معنی معصیت کے ہوں یا اصلاحی کفر کے دونوں صورتوں میں حضرت امام ہمام کے اس خلاف یزید قدم اٹھانے پر کوئی شرعی اعتراض وارد نہیں ہوتا اور نہ ہی یہ اقدام کسی بھی صورت میں اس حدیث کے خلاف ہے جبکہ یزید کا فسق نمایاں تھا اور اس کی وجہ سے وہ مستحق عزل ہو چکا تھا ہاں اگر یزید خلیفہ ارشد یا کم از کم امیر عادل ہوتا تو اس صورت میں حضرت امام کے اس فعل کو ناجائز یا بغاوت کہنے کی گنجائش تھی علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں۔

دفع کرنا

واعلم انہ انما ینفذ من اعمال الفاسق ما کان مشروعا وقتال البغاۃ عندھم من

اور سمجھ لو کہ فاسق (امیر) کے وہی اعمال (احکام عند اللہ) نافذ ہو سکتے ہیں جو مشروع ہوں اور

شرطہ ان یکون مع الامام العادل وھو مفقود فی مسئلتنا فلا یجوز قتال الحسین مع یزید ولا لیزید بل ھی من فعلاتہ المؤکدہ لفسقہ والحسین فیھا شہید مثاب وھو علی حق واجتہاد والصحابۃ الذین کانوا مع یزید علی حق واجتہاد

(مقدمہ ابن خلدون ۱۸۱)

باغیوں سے قتال کرنے میں اہل شرع کے نزدیک شرط یہ ہے کہ امام عادل ہو، تب اسی کے ساتھ ہو کر باغیوں سے جنگ کی جا سکتی ہے) اور یہ بات اس مسئلہ میں مفقود ہے (کیونکہ یزید امیر عادل ہی نہ تھا) اس اسلئے حسین کے ساتھ قتال کرنا یزید کے ہو کر یا یزید کے لیئے جائز نہ تھا بلکہ یہ حرکتیں یزید کے فسق کے لیئے زیادہ موئد اور مؤکد ثابت ہوئیں اور حسین اس قتال میں شہید اور اجر یافتہ ثابت ہوئے حق اور اجتہ[اد] پر تھے اور جو صحابہ یزید کے ساتھ تھے وہ بھی حق اور اجتہاد پر تھے۔

دوسری جگہ ابن خلدون لکھتے ہیں۔

اما غیر الحسین من الصحابۃ الذین کانوا بالحجاز ومع یزید بالشام والعراق ومن التابعین لھم فراوا ان الخروج علی یزید وان کان فاسقا لا یجوز لما

لیکن حضرت حسین کے سوا دو[سرے] صحابہ جو حجاز میں تھے اور یزید کے سا[تھ] شام اور عراق میں تھے اور جو لوگ ان کی رائے کے تابع تھے یزید کے خلاف خروج جائز نہیں [سمجھتے]

ینشاء عنه من الجرح والدماء فاقصروا عن ذلک ولم یتابعوا الحسین ولا انکروا علیه ولا اثموہ لانہ مجتہد وھو اسوۃ المجتہدین

مقدمہ ابن خلدون صہ ۱۸۱

تھے اگرچہ یزید (ان کے نزدیک) فاسق تھا کہ اس خروج سے قتل و خونریزی کافی ہوتی تو یہ حضرات اس خونریزی سے رک گئے اور حضرت حسین کے ساتھ نہ ہوئے مگر حضرت پر کوئی انکار و ملامت بھی نہیں کیا اور نہ انہیں گنہگار سمجھا کیونکہ امام حسین مجتہد تھے اور یہ حضرات بھی مجتہد تھے اور یہی مجتہدوں کا طریقہ ہے کہ ایک مجتہد دوسرے مجتہد پر انکار ملامت نہیں کرتا اگرچہ رائے میں اسے خاطی بھی سمجھتا ہو

عمدۃ القاری کی عبارت کا متن یہ ہے

وذکر ان یزید بن معاویۃ غزا بلاد الروم حتی بلغ قسطنطنیہ ومعہ جماعۃ من سادات الصحابۃ منھم ابن عمر وابن عباس وابن الزبیر وابو ایوب الانصاری کانت وفات ابی ایوب الانصاری ھنالک قریباً من سور القسطنطنیۃ وقبرہ ھنالک

اور ذکر کیا گیا ہے کہ یزید بن معاویہ نے بلاد روم میں جہاد کیا یہاں تک کہ وہ قسطنطنیہ تک پہنچا اور اس کے ساتھ سادات صحابہ کی ایک جماعت تھی اور جس میں سے ابن عمر ابن عباس ابن الزبیر اور ابو ایوب انصاری بھی تھے جن کی وفات بھی قسطنطنیہ کی دیوار کے قریب ہوئی اور وہیں ان کی قبر بنائی گئی جس سے

تستسقى به الروم اذا قحطوا
وقال صاحب المرآة و
الاصح ان يزيد ابن
معاوية غزا القسطنطنية
فی سنة اثنين وخمسين
وقيل سير معاوية جيشا مع
سفيان بن عوف الى القسطنطنية
فاوغلوا فی بلاد الروم وكان فی
ذلك الجيش ابن عباس و
ابن عمر وابن الزبير وابو
ايوب الانصاری وتوفی
ابوايوب فی مدة الحصار
قلت الاظهر ان هولاء
السادات من الصحابة كانوا
مع سفيان هذا ولم يكونوا
مع يزيد بن معاوية لانه
لم يكن اهلا ان يكون
هولاء السادات فی خدمته
وقال المهلب فی هذا الحديث
منقبة لمعاوية لانه اول

قحط کے وقت لوگ توسل کر کے
دعائیں مانگتے ہیں
اور صاحب مراۃ کہتے ہیں کہ
صحیح بات یہ ہے کہ یزید بن معاویہ
نے قسطنطنیہ کا غزوہ ۵۲ھ
میں کیا اور کہا گیا ہے کہ حضرت
معاویہ نے قسطنطنیہ پر چڑھائی
کے لیے ایک لشکر بھیجا جسکے امیر
سفیان بن عوف تھے جنہوں نے
بشدت تمام روم کے علاقوں پر حملہ
کیا اس لشکر میں ابن عباس ابن
عمر ابن الزبیر اور ابوایوب انصاری
تھے اور ابوایوب اسی محاصرہ کے
دوران قسطنطنیہ میں وہیں وفات پاگئے
میں کہتا ہوں (صاحب مراۃ) کھلی
ہوئی بات یہ ہے کہ یہ اکابر صحابہ
اس سفیان بن عوف کے ساتھ
تھے یزید کے ساتھ نہ تھے کیونکہ
یزید اس کا اہل نہ تھا کہ بڑے بڑے
اکابر اس کی خدمت میں زما تحت

من غزا البحر ومنقبة
لولده يزيد لانه اول
من غزا مدينة قيصر
انتهى۔ قلت اى منقبة
ثبتت ليزيد وحاله
مشهور فان قلت قال
صلى الله فى حق هذا الجيش
مغفور لهم۔ قلت لا يلزم
من دخوله فى ذلك العموم
ان لا يخرج بدليل خاص
اذ لا يختلف اهل العلم
ان قوله صلى الله عليه وسلم
مغفور لهم مشروط بان
يكونوا من اهل المغفرة
حتى لو ارتد واحد ممن
غزاها بعد ذلك لم يدخل
فى ذلك العموم فدل على
ان المراد مغفور لمن وجد
شرط المغفرة فيه منهم
(عمدة القارى ص٦٤٩)

کی حیثیت سے، وہیں مہلب نے
کہا کہ اس حدیث شریف سے حضرت
معاویہ رضؓ کی منقبت ثابت ہوتی ہے
کیونکہ انھوں نے ہی سب سے پہلے
دریائی جنگ لڑی اور ان کے بیٹے یزید
کی منقبت بھی نکلتی ہے کیونکہ اسی
نے سب سے پہلے قیصر کے اس شہر
(قسطنطینیہ) پر دھاوا کیا۔ میں کہتا
ہوں (صاحب مرآۃ) یزید کی وہ
کونسی منقبت تھی (جو قابل ذکر ہوتی)
٨ جبکہ اس کا حال (فسق و فجور) مشہور
اگر تم یہ کہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس لشکر کے حق میں مغفور لہم
فرمایا ہے تو میں یہ کہوں گا کہ اس
عموم میں یزید کے داخل ہونے سے
یہ لازم نہیں آتا کہ وہ کسی دوسری
دلیل سے اس سے خارج بھی نہ
ہو سکے کیونکہ اس میں تو علماء کا
کوئی اختلاف ہی نہیں کہ حضور
کے قول مغفور لہم میں وہی داخل ہیں

جو مغفرت کے اہل ہیں حتیٰ کہ اگر ان
غزہ کنندوں میں سے بعد میں کوئی
شخص مرتد ہو جاتا تو یقیناً اس بشارۃ کے عموم میں داخل نہ ہوتا تو اس سے
صاف واضح ہے کہ مراد حضور کی یہ ہے کہ مجاہدین روم کی مغفرت
اس شرط کے ساتھ کہ ان میں مغفرت کی شرط پائی جائے۔

ابن اثیر لکھتے ہیں۔

وفی هذه السنة وقیل سنة خمسین سیر معاویة جیشا کثیفا الی بلاد الروم للغزاة وجعل علیهم سفیان بن عوف وامر ابنه یزید بالغزاة معهم فتثاقل واعتل فامسك عنه ابوه فاصاب الناس فی غزاتهم جوع ومرض شدید فانشاء یزید یقول

اور اسی سن میں اور کہا گیا کہ ۵۰ھ میں حضرت معاویہؓ نے ایک لشکر جرار روم کے علاقوں میں بھیجا اور اس پر امیر لشکر سفیان بن عوف کو بنایا اور اپنے بیٹے یزید کو حکم دیا کہ وہ ان کے ساتھ غزوہ میں شامل ہو تو یزید بیٹھا رہا اور حیلے بہانے شروع کئے تو امیر معاویہ اس کے بھیجنے سے رک گئے اس لشکر میں لوگوں پر بھوک اور بیماری کی وبا پھوٹ پڑی تو یزید نے خوش ہو کر کہا ۔

شعر

ما ان ابالی بما لاقت جموعهم
بالفرقدونة من حمی ومن موم

مجھے پرواہ کہ ان لشکروں پر بخار اور تنگی
کی بلائیں فرقدونہ (نام مقام) میں آپڑیں

اذا اتكأت على الانماط مرتفقا
بدیر مران عندی ام کلثوم
ام کلثوم امرأة وهی ابنة
عبد اللہ بن عامر فبلغ معاویة
شعرہ فاقسم علیه لیلحقن
بسفیان فی ارض الروم لیصبه
ما اصاب الناس۔
(ابن اثیر ص۹)

جبکہ میں دیر مران میں اونچی مسند پر
تکیہ لگائے ام کلثوم کو اپنے پاس
لئے بیٹھا ہوں ام کلثوم بنت عبد اللہ
بن عامر یزید کی بیوی تھی یزید کے
یہ اشعار حضرت معاویہ تک پہنچے
تو قسم کھائی کہ اب میں یزید کو راس
جہاد میں سفیان بن عوف کے پاس
روم کی سرزمین میں ضرور بھیجونگا
تاکہ اسے بھی ان مصائب کا حصہ
ملے جو وہاں کے لشکریوں کو مل رہا ہے"

اس سے ایک طرف یہ کھلا کہ یزید کو جہاد کا کتنا شغف تھا، جسے عیش پرستی میں یہ انہماک ہو کہ باوجود کے امیر المومنین کے طرح طرح کے حیلے بہانے کر کے جہاد سے جان بچائی۔

بقول موجودہ دور کے خارجیوں کے امام المورخین ص۳۸ ابن خلدون نے اس تبدیلی کا اعتراف اور اعلان الفاظ ذیل میں کیا ہے کہ۔

ولما حدث فی یزید ما حدث
من الفسق اختلف الصحابة
فی شانه الخ
مقدمہ ابن خلدون ص۱۶۷

اور یزید میں وہ باتیں فسق کی پیدا ہو گئیں
جو ہونی تھیں تو صحابہ اس کے بارہ میں
مختلف الرائے ہو گئے۔

دوسری جگہ کہا،

واما الحسين فانه لما ظهر فسق يزيد عند الكافة من اهل عصره بعثت شيعة اهل البيت بالكوفة للحسين ان يأتيهم فيقوموا بامره.

مقدمہ ابن خلدون صہ ۱۸۰

رہے حضرت حسین تو جب یزید کا فسق سب کے نزدیک کھل گیا جو اس کے دور کے لوگ تھے تو اہل بیت کے شیعہ نے کوفہ سے حضرت حسین کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ تشریف لے آئیں تو ہم سب لوگ آپ کا امر قائم کریں گے۔

فمنهم من رأى الخروج عليه ونقض البيعة من اجل ذلك ومنهم من اباه لما فيه من اثارة الفتنة وكثرة القتل مع العجز عن الوفاء به.

(مقدمہ ابن خلدون ص ۱۸۱)

تو ان میں سے بعض نے یزید پر خروج کرنے اور اس کی بیعت توڑ دینے کی رائے دی اور بعض نے اس میں فتنہ اور کثرۃ قتل دیکھکر اور اس کی روک تھام سے عاجز محسوس کر کے اس سے انکار کیا۔

یزید اور اس کا کردار

ابن کثیر کہتے ہیں

وقد تقدم انه قتل الحسين واصحابه على يدى عبيد الله ابن زياد.

البداية والنهاية ص ۲۳۲

اور یہ گزر چکا ہے کہ یزید نے حسین اور انکے ساتھیوں کو عبید اللہ ابن زیاد کے ہاتھ سے قتل کیا۔

کوئی وجہ نہیں کہ قاتل حسین کو اس قتل پر خوشی نہ ہو قسطلانی نے شارح بخاری نے علامہ سعد الدین تفتازانی سے نقل کیا ہے کہ :

والحق ان رضا یزید بقتل الحسین واستبشاره بذلك واهانته اهل بیت النبی صلی الله علیه وسلم مما تواتر معناه وان کان تفاصیلها احاداً

اور حق بات یہ ہے کہ یزید کا قتل حسین سے راضی ہونا اور اہانت اہلبیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان چیزوں میں سے جو معنوی طور پر تواتر کے ساتھ ثابت شدہ ہیں۔ اگرچہ انکی تفصیلات اخبار احاد ہیں۔

قسطلانی ص ۱۲۴، ۱۲۵

قسطلانی کا بلا نکیر تفتازانی سے یہ عقیدہ اور واقعہ نقل کرنا اس عقیدہ اور واقعہ سے خود ان کی موافقت کی کھلی دلیل ہے کیونکہ نہ انہوں نے اس قول کی تردید کی نہ اس پر نکیر کی بلکہ اسے بطور استشہاد پیش کیا ہے اس لیے ایک محدث اور ایک متکلم کے اتفاق سے یزید کی رضا بقتل الحسین اور اس کا فسق ثابت ہوتا ہے پھر جبکہ تفتازانی فسق یزید کو جواز لعن سے واضح ہے متفق علیہ اور اس واقعہ رضا بالقتل کو معنیً متواتر بھی فرما رہے ہیں تو ان دونوں ائمہ حدیث و کلام کے نزدیک یہ بطور ایک متواتر عقیدہ وچیز کے واجب التسلیم ثابت ہوتا ہے جو دو کا مسئلہ نہ رہا بلکہ اجماعی بات ہو گئی ۔

شرح فقہ اکبر میں محقق ابن ہمام کا حسب ذیل بیان نقل کیا گیا ہے

قال ابن همام: واختلف في اكفار يزيد۔ قيل نعم لما روي عنه ما يدل على كفره من تحليل الخمر ومن تفوهه بعد قتل الحسين واصحابه اني جازيتهم بما فعلوا باشياخ وصناديدهم في بدر وامثال ذلك ولعله وجه ما قال الامام احمد بتكفيره لما ثبت عنده نقل تقريره۔

شرح فقہ اکبر ص ۸۸

امام فرماتے ہیں کہ یزید کی تکفیر میں اختلاف کیا گیا ہے بعض نے اسے کافر کہا کیونکہ اس سے وہ چیزیں مروی ہوئیں جو اس کے کفر پہ دلالت کرتی ہیں کہ اس نے شراب کو حلال سمجھا اور قتل حسین اور ان کے ساتھیوں کے قتل کے بعد اس نے منہ سے نکالا کہ میں نے حسین وغیرہ سے بدلہ لے لیا ہے جو انہوں نے میرے بزرگوں اور رئیسوں کے ساتھ بدر میں کیا تھا یا ایسی ہی اور باتیں شاید یہی وجہ ہے امام احمد کی اسے کافر کہنے کی کہ ان کے نزدیک یزید کی اس تقریر کی نقل ثابت ہوگی۔

اس سے واضح ہے کہ اختلاف اگر ہے تو یزید کی تکفیر میں ہے تفسیق میں نہیں۔ اور امام احمد بن حنبل جبکہ یزید کے کفر تک کے بھی قائل ہو گئے تو فسق کے تو بطریق اولیٰ قائل تسلیم کئے جائیں گے اس لئے یزید کے فسق پر اتفاق علماء کے ساتھ ایک امام مجتہد کی مہر بھی لگ جاتی ہے۔

یزید کا یہی وہ ذاتی اجماعی اور مسلّمہ کل فسق ہے جس سے اس کے مستحق لعنت ہونے کا مسئلہ ائمہ کے زیر بحث آیا اور علماء نے اس پر فقہی حیثیت سے کافی مبسوط اور مفصل کلام کیا ہمیں یزید پر لعنت کرنے نہ کرنے سے بحیثیت مسئلہ کوئی تعرض کرنا نہیں تاہم یہ ضروری ہے کہ مستحق لعنت اشد قسم کا فاسق ہی ہو سکتا ہے اس لیے یہ استحقاق لعنت کا مسئلہ در حقیقت یزید کے فسق کی ایک مستقل دلیل ہے۔ پس یزید کے جواز کے دلائل جو آگے آرہے ہیں وہ لعنت کی ترغیب دینے کے لئے نہیں بلکہ اس کے فسق کے اثبات کے سلسلہ میں ہیں۔

چنانچہ علامہ ابن حجر مکی ہیثمی جو متاخرین شوافع اور شوافع کے مرجع خلائق علماء میں سے ہیں فرماتے ہیں۔

وبعد اتفاقهم على فسقه	اور یزید کے فسق پر متفق ہو جانے
اختلفوا فی جواز لعنه بخصوص اسمه فاجازه	کے بعد اختلاف ہوا ہے اس پر نام لیکر لعنت کرنے میں بعض نے
قوم منهم ابن الجوزی	اسے رکھا ہے انمیں ابن جوزی ہیں
ونقله ابن احمد وغیره	اور انہوں نے یہ جواز امام احمد سے
(کتاب الصواعق المحرقہ ص ۱۳۲)	نقل کیا ہے۔

اس عبارت سے یزید کا فسق متفق علیہ ہو جاتا ہے البتہ نام لیکر لعنت کرنے میں علماء مختلف الرائے ہیں بعض جواز کے قائل ہیں اور بعض نہیں۔

مؤرخین میں سے فخر المؤرخین حافظ عماد الدین ابن ابی کثیر
جو خارجیوں کے یہاں بھی قابل اعتبار مورخ ہیں گو منصوبوں
کے خلاف ان کے اقوال سامنے آنے پر ممکن ہے کہ وہ اعتبار
بحالہ قائم نہ رہے۔ اس بارہ میں حسب ذیل بیان دے رہے ہیں

واستدل بهذا الحديث و
امثاله من ذهب الى الترخيص
في لعنة يزيد بن معاوية
وهو رواية عن احمد بن
حنبل اختارها الخلال و
ابوبكر عبد العزيز والقاضي
ابو يعلى وابنه القاضي ابو
الحسين وانتصر لذلك
ابو الفرج ابن الجوزي في
مصنف مفرد وجوز لعنته
البداية والنهاية ص ٢٢٣

اور جو لوگ یزید پر لعنت کرنے کو
جائز سمجھتے ہیں انہوں نے
اس حدیث (جو گزری) اور اس
جیسی اور روایات سے استدلال
کیا ہے اور یہی روایت ہے امام
احمد حنبل سے جسے خلال ابوبکر
عبد العزیز قاضی ابو یعلیٰ اور انکے
بیٹے قاضی الحسین نے اختیار کیا ہے
اور اس کی مدد سے ابو الفرج ابن
الجوزی نے ایک مستقل تصنیف
کی اور اس میں یزید پر لعنت
کا جواز ثابت کیا۔

بہر حال لعنت کے مسئلہ سے یزید کے فسق پر کافی گہری روشنی
پڑتی ہے جو ان محققین کے کلام سے واضح ہے۔
کتب عقائد میں سے صاحب نبراس شارح شرح عقائد
لکھتے ہیں۔

وبعضهم اطلق اللعن علیه
منهم ابن الجوزی المحدث
وصنف کتابا سماه الرد
علی المتعصب العنید
المانع من ذم یزید و
منهم الامام احمد بن حنبل
ومنهم القاضی ابو یعلی رح
نبراس علی شرح العقائد

اور بعض نے یزید پر لعنت کا اطلاق
ثابت کیا ہے (نام لیکر یعنی بلا تامل)
انہیں میں سے ابن جوزی محدث بھی
ہیں اور انہوں نے اس بارہ میں ایک
مستقل کتاب تصنیف کی ہے
جسکا نام رکھا الرد علی المتعصب
العنید المانع عن ذم یزید
اور انہیں میں سے امام احمد بن حنبل
اور انہی میں سے قاضی ابو یعلی بھی ہیں

علامہ دمیری نے حیاۃ الحیوان میں یزید کے بارہ میں الہراسی کا قول نقل کیا ہے جس سے یزید کے بارہ میں سلف اور ائمہ مجتہدین کا مسلک واضح ہوتا ہے۔

سئل الکیا الهراسی الفقیه
الشافعی عن یزید بن معاویة
هل هو من الصحابة ام لا؟
وهل یجوز لعنه ام لا فاجاب
انه لم یکن من الصحابة
لانه ولد فی ایام عثمان
رضی الله عنه واما قول السلف
ففیه لکل واحد من ابی

الکیا الہراسی فقیہ شافعی سے سوال
کیا گیا کہ یزید بن معاویہ صحابہ
میں سے ہے یا نہیں؟ اور آیا
اس پر لعنت کرنا جائز ہے یا نہیں
تو انہوں نے جواب دیا کہ یزید صحابہ
میں سے نہیں تھا کیونکہ اس کی
ولادت زمانہ عثمان غنی رض میں
ہوئی ہے اب رہا سلف الصالحین

حنیفة ومالك واحمد قولان
تصریح وتلویح ولنا قول
دون التلویح وكیف لا یكون
كذلك وهو المتصید بالفهد
واللاعب بالنرد ومد من
الخمر ومن شعره في الخمر
أقول لصحب ضمت الكاس
شملهم وداعي صبابات
الهوى يترنم: خذوا
بنصيب من نعيم ولذة
فكل وإن طال المدى يتصرم
وكتب فصلاً طويلاً اضربنا عن
ذكره ثم قلب الورقة وكتب
ولو مددت ببياض لأطلقت
العنان وبسطت الكلام
في مخازي هذا الرجل
انتهى۔
(حیوۃ الحیوان ج۲ ص۱۹۶-۱۹۵)

کا قول اس (کی لعنت) کے بارہ
میں تو اس میں امام ابوحنیفہ امام
مالک اور امام احمد بن حنبل کے
کے دو قسم کے قول ہیں ایک تصریح
کے ساتھ ایک تلویح کے ساتھ
(اور ہمارے نزدیک ایک ہی قول ہے
یعنی تصریح نہ کہ تلویح (یعنی
صراحتہً لعنت کا جواز) اور کیوں
نہ ہو جبکہ یزید کی کیفیت یہ تھی کہ
وہ چیتوں کے تو شکاری میں رہتا
اور نرد سے کھیلتا اور شراب نوشی
کرتا چنانچہ اسی کے اشعار میں سے
ہے کہ میں اپنے ساتھیوں سے
کہتا ہوں جن کی جماعت کو دور
جام شراب نے جمع کر دیا ہے
اور عشق کی گرمیاں ترنم کی آواز
سے پکار رہی ہیں کہ اپنے نعمتوں
اور لذتوں کے حصہ کو حاصل
کر لو کیونکہ ہر انسان ختم ہو جائیگا
اگرچہ اس کی عمر کتنی ہی طویل کیوں نہ ہو (لہٰذا وقت تھوڑا ہے جو عیش کرنا

ہے کہ ہو کہ پھر یہ زندگی ہاتھ نہ آئے گی بابر بہ عیش کوش کہ عمرت دوام نیست ؎

اور اس پر الہراسی فقیہ نے ایک لمبی فصل لکھی ہے جسے طول کی وجہ سے ہم نے چھوڑ دیا ہے پھر انہوں نے ایک ورق پلٹا اور لکھا کہ اگر اس ورق میں کچھ اور بھی جگہ چھوٹی ہوئی ہوتی تو میں قلم کی باگ ڈھیلی کر دیتا اور اس شخص (یزید) کی رسوائیاں کافی تفصیل سے لکھتا۔

اس عبارت سے آئمہ مجتہدین کا مسلک واضح ہو جاتا ہے کہ یہ سب حضرات یزید کے فسق کے قائل تھے اس لئے لعنت کا مسئلہ زیر غور آیا۔ حتیٰ کہ امام احمد بن حنبل نے تو قرآن پیش کر کے کہا کہ اللہ نے اپنی کتاب مبین ہی میں یزید پر لعنت بھیجی ہے۔

ثم روی ابن الجوزی عن القاضی ابو یعلیٰ انہ روی فی کتاب المعتمد فی الاصول باسنادہ الی صالح بن احمد بن حنبل قال قلت لابی ان قوما ینسبوننا الی تولی یزید فقال یا بنی وھل یتولی یزید احد یومن باللہ ولم لا یلعن من لعنہ اللہ فی کتابہ فقلت وابن لعن اللہ یزید فی کتابہ فقال فی قولہ تعالیٰ

پھر ابن جوزی نے قاضی ابو یعلیٰ سے روایت کی ہے کہ قاضی صاحب نے اپنی کتاب المعتمد فی الاصول میں اپنی سند سے جو صالح بن احمد بن حنبل تک پہنچتی ہے روایت کیا ہے کہ صالح نے اپنے والد احمد بن حنبل سے کہا کہ بعض لوگ ہم پر الزام لگاتے ہیں کہ ہم یزید کے حمایتی ہیں۔ تو امام احمد نے فرمایا کہ بیٹا کیا کوئی اللہ پر ایمان لانے والا ایسا بھی ہو گا

فهل عسيتم ان توليتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم اولئك الذين لعنهم الله فاصمهم واعمی ابصارهم فهل يكون فساد اعظم من هذا القتل۔

جو یزید سے دوستی کرے اور میں اس پر لعنت کیوں نہ کروں جس پر اللہ نے اپنی کتاب میں لعنت کی ہے میں نے عرض کیا اللہ نے اپنی کتاب میں پر کہاں لعنت کی ہے؟ فرمایا اس آیت میں (ترجمہ آیت) پھر تم سے بھی توقع ہے کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو خرابی ڈالو ملک میں اور قطع کرو اپنی قرابتیں ایسے لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی پھر کر دیا ان کو بہرا اور اندھی کر دی آنکھیں ان کی۔

(کتاب الصواعق المحرقة ص۱۳۲)

اسی عبارت سے اول تو یہ واضح ہوا کہ امام احمد کے نزدیک قتل حسین میں یزید کا ہاتھ بلا شبہ کارفرما تھا کیونکہ امام ایسے فساد عظیم فرما کر یزید کو اس پر مستحق لعنت فرما رہے ہیں جس کے معنی یزید کے قاتل حسین ہونے کے ثبوت صاف نکلتے ہیں خواہ آمر قتل سے وہ قاتل ہے یا رضا بالقتل سے قاتل ٹھہرے اسے بھی حکماً قاتل ہی کہا جائیگا جیسا کہ ابن کثیر نے اسی لوجہت سے اسے قاتل حسین کہا ہے، جو گزر چکا ہے۔

• مہلب نے فتح قسطنطنیہ کے سلسلہ میں یزید کے بارہ میں کچھ اچھے کلمات نقل کر دیئے تھے تو علامہ بدرالدین عینی شارح بخاری و محدث شہیر نے یہ "مدح سرائی" نقل کر کے دیں اس کا رد بھی کر دیا

اور اس کی اس "منقبت" کے بارہ میں فرمایا۔

قلت ای منقبة کانت لیزید	میں (عینی) کہتا ہوں یزید کی منقبت
وحاله مشهور۔	کیا ہوئی حال تو اس کا مشہور ہے
(عمدة القاری ص ۶۴۹/۱۴)	(سب جانتے ہیں کہ اس کے کرتوت کیا تھے۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ کے سامنے کسی نے یزید کو امیر المومنین کہدیا تھا تو انہوں نے اسے بیس کوڑوں کی سزا دی (ملاحظہ ہو تہذیب التہذیب ص ۱۱/۳۶۱)

حالانکہ عمر بن عبد العزیز خود بھی بنی امیہ میں سے ہیں مگر حق پرست بنی امیہ میں سے ہیں مطلقاً بنی امیہ میں سے نہیں۔ اور حق پرست کی کھلی علامت یہی ہے کہ خود نیک ہو کر نیک کو نیک کہے اور بد کو بد خواہ وہ اپنا ہو یا پرایا اسی طرح اگر کوئی مبصر عالم یزید کی کوئی اچھی خصلت محض بیان واقعہ کے طور پر خود بھی ذکر کرتا جیسے مہلب کی طرح بنی امیہ کی حمایت پیش نظر نہ ہوتی تو خود ہی اس کے تتمہ کے طور پر اس کے بڑے خصائل کا تذکرہ بھی ساتھ ہی کرنا کچھ ضروری سا سمجھتا تھا حافظ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں یزید کی کچھ اچھی خصلتیں ذکر کیں جیسا کہ ہر شخص میں کوئی نہ کوئی خوبی بھی ہوتی ہی ہے تو ساتھ ہی اسکے خصائل مذمومہ سے اپنے بیان کا تتمہ کر دیا۔ فرمایا۔

وقد کان یزید فیه خصال	اور یزید بلا شبہ کچھ اچھی خصلتیں

محمودة من الكرم والحلم
والفصاحة والشعر و
الشجاعة وحسن الرائى
فى الملك وكان ذا جمال
حسن المعاشرة وكان فيه
ايضا اقبال على الشهوات
وترك بعض الصلوات
فى بعض الاوقات واماتها
فى غالب الاوقات.
(البداية والنهاية ص ۲۳۰ ج ۸)

بھی تھیں جیسے حلم وکرم اور فصاحت
اور شعر گوئی اور شجاعت اور
عمدگی رائے ملک وسیاست
کے بارہ میں اور صاحب جمال
اور حسن المعاشرت تھا اور اس
میں یہ عادتیں بھی تھیں) کہ شہوت رانی
پر جھکا ہوا تھا۔ بعض اوقات
کی نمازیں بھی نہیں پڑھتا تھا
اور وقت گزار کر پڑھنا عام تھا

اور اس عبارت کے ساتھ حافظ ابن کثیر نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث بھی نقل کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ۶۰ھ کے بعد ایسے خلف ہوں گے جو نمازوں کو ضائع کریں گے اور شہوتوں کے پیروی کریں گے تو انجام کار غیّ (جہنم کی ایک وادی) میں جا گریں گے۔ اشارہ یزیدی پارٹی کی طرف ہے جو ۶۰ھ سے ابھری۔ حافظ ابن کثیر کا یزید کا گندہ دار نمازوں اور بعض اوقات نمازوں کو ضائع کر دینے کے ذکر پر اس حدیث کا لانا گویا اشارہ کرنا ہے کہ حدیث کا اشارہ کردہ ناخلف خلف یہی لوگ تھے۔

بخاری شریف کی حدیث پر نظر ڈالیے۔

قال ابو هریرۃ سمعت الصادق المصدوق صلی اللہ علیہ وسلم ھلکۃ امتی علی ایدی غلیمۃ من قریش

فرمایا ابو ہریرہ نے میں نے صادق مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ میری امت کی ہلاکی چند قریشی لڑکوں کے ہاتھوں ہوگی

(بخاری شریف کتاب الفتن صفحہ ۱۰۴۶ ج ۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کیمطابق

یہ ۶۰ھ کے زمانہ صبیان ہونے کی خبر اس روایت میں تو ابو ہریرہ کا قول ہے جو حکم میں حدیث مرفوع کے ہے جبکہ کوئی قیاسی چیز نہیں کہ اسے اجتہاد پر محمول کیا جائے۔ لیکن ابو سعید خدری رض کی حدیث میں اسی ۶۰ھ کی خبر ایک دوسرے عنوان سے قول نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم میں بھی دی گئی ہے جس کا ایک حصہ ابھی گزرا ہے۔ اس حدیث کا پورا متن یہ ہے

انہ سمع ابا سعید الخدری یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یکون خلف من بعد ستین سنۃ اضاعوا الصلوٰۃ و اتبعوا الشھوات فسوف یلقون غیا۔

تحقیق ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ۶۰ھ کے بعد ایسے خلف ہوں گے۔ نمازوں کو ضائع کریں گے۔ اور شہوات نفس کی پیروی کریں گے تو وہ قریب غی (وادی جہنم)

(البدایۃ والنہایۃ ص۲۳) میں ڈال دیئے جائیں گے۔

حافظ ابن حجرؒ کی ذیل کی عبارت پڑھئے جو ابوہریرہ اور ابوسعید خدری کی ان روایتوں کی مراد بتلا کر ان کا مصداق متعین کر رہے ہیں فرماتے ہیں۔

وفی ھذا اشارۃ الی ان اول الاغیلمۃ کان فی سنۃ ستین یزید وھو کذلک فان یزید بن معاویۃ استخلف فیھا وبقی الی سنۃ اربع وستین فمات (فتح الباری ص)

اور اس میں اشارہ اس طرف ہے کہ ان نوخیز لڑکوں میں پہلا نوخیز لڑکا ۶۰ھ میں یزید تھا اور وہ ایسا ہی تھا جیسا کہ حدیث میں خبر دی گئی ہے) کیونکہ یزید بن معاویہ ہی اس سن میں خلیفہ بنایا گیا اور وہ ۶۴ھ تک باقی رہا پھر فوت ہو گیا۔

اس سے متعین ہو گیا کہ جس امارۂ صبیان سے ابوہریرہ پناہ مانگتے تھے اور ۶۰ھ کے جن صبیان کی بدعملی اور شہوت رانی حدیث ابوسعید خدری میں مذکور تھی۔ وہ یہی امارۃ تھی جس کا اولین سربراہ یزید تھا جو چونتیس سالہ جوان تھا۔ عمر بلوغ کی تھی مگر عقل وتدبیر اور دین کے لحاظ سے نابالغ اور صبی۔

۶۰ھ والے اس نئے صاحب اقتدار نے کارنامہ کیا انجام دیا؟ وہ یہ کہ اس چار سالہ دور حکومت میں بہت جلد اس کے ارد گرد ایسے نوخیز سفہا جمع ہو گئے جو دینی مذاق اور دینی امانت و دیانت سے متاثر نہ تھے یا کسی حد تک ہوں، تو ہوائے نفس کے غلبہ نے

وہ تاثر کالعدم تھا۔ یہ صبیان جونہی برسر اقتدار آئے اور اپنی امارہ کے نفسانی مقاصد کی راہ میں شیوخ دین اکابر ملت اور دینی ذوق کے پرانے تجربہ کاروں کو راستہ کا کانٹا دیکھتے جو انہیں قدم قدم پر دینی معیار سے روک ٹوک کر سکتے تھے تو یکے بعد دیگرے انہیں راستہ سے ہٹانا شروع کیا تاکہ امارۃ الشیوخ ختم ہو کر امارۃ الصبیان اس کی جگہ پہ آ جائے اور وہ آزادی سے اپنے نفسانی مقاصد پورا کر سکیں جس سے صاف واضح ہے کہ یہ امارۃ الصبیان درحقیقت امارۃ الشیوخ کی تخریب پر قائم ہوئی جس کی حدیث نے خبر دی اور یہی وہ ملک عضوض تھا جس کا قیام خلافت کی اکھاڑی ہوئی اینٹوں پر کیا گیا۔

چنانچہ حافظ ابن حجر تحریر فرماتے ہیں۔

والذی یظہر ان المذکورین من جملتہم وان اولہم یزید کما دل علیہ قول ابوھریرۃ راس الستین وامارۃ الصبیان فان یزید کان غالبا ینتزع الشیوخ من امارۃ البلدان ویولیھا الاصاغر من اقاربہ انتہی

(فتح الباری ص ۱

اور اس بیان ماسبق سے جو بات کھلی وہ یہ ہے کہ یہ مذکورین (مذکورہ شدہ قریشی لڑکے) انہی صبیان میں سے ہیں اور ان میں کا پہلا یزید ہے جیسا کہ ابوہریرہ کا قول راس الستین اور امارۃ الصبیان کا ہے کیونکہ یزید غالب احوال میں شیوخ (اور اکابر امت) کو امارۃ (کے عہدوں) سے برطرف

کرتا تھا اور ان کی جگہ اپنے رشتہ داروں میں سے نوخیز (نوعمروں) کو بھرتی کرتا جاتا تھا۔

علامہ بدرالدین عینی بھی اس امارۃ الصبیان والی حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

واولهم يزيد عليه ما يستحق وكان غالبا ينزع الشيوخ من امارة البلدان الكبار ويوليها الاصاغر من اقاربه انتهى	اور ان صبیان میں کا پہلا یزید ہے اس پر وہی پڑے جس کا وہ مستحق ہے اور اکثر احوال میں وہ شیوخ و اکابر کو بڑے بڑے شہروں کے شیوخ کو برطرف سے برطرف کر کے اپنے نوعمر عزیز و اقرباکو یہ (کلیدی عہدے) سپرد کرتا جاتا تھا۔
عمدۃ القاری صہ ۳۲ ج ۱۱	

بہرحال امارت کا نقشہ بدل گیا۔ شیوخ کے بجائے صبیان اور اتقیاء کی جگہ اشقیا آنے لگے۔

جیسے ابوعبیدہؓ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ۔

لا يزال امر هذه الامة قائماً بالقسط حتى يكون اول من يثلمه رجل من بني امية يقال له يزيد	میری امت کا امر و حکم عدل کے ساتھ قائم رہے گا یہاں تک کہ پہلا وہ شخص جو اسے تباہ کریگا بنی امیہ میں سے ہوگا جسے یزید کہا جائیگا
(البدایہ والنہایۃ صہ ۲۳۱)	

علامہ ابن حجر قسطلانی شارح بخاری کی ذیل کی عبارت ہمارے معروضات کو کافی روشنی میں لے آتی ہے وہ فرماتے ہیں۔

وکان اول من غزا الی مدینة قیصر یزید بن معاویة ومعه جماعة من سادات الصحابة کابن عمر وابن عباس وابن الزبیر وابی ایوب الانصاری وتوفی بها سنة اثنین وخمسین (۵۲ھ) من الهجرة واستدل به المهلب علی ثبوت خلافة یزید وانه من اهل الجنة لدخوله فی عموم قوله مغفور لهم واجیب بان هذا جار علی طریق الحمیة لبنی امیة ولا یلزم من دخوله فی ذلک العموم ان لا یخرج بدلیل خاص اذ

اور جس نے سب سے پہلے مدینہ قیصر (قسطنطنیہ) پر دھاوا بولا وہ یزید تھا اور اس کے ساتھ سادات صحابہ کی ایک جماعت تھی جیسے ابن عمر ابن عباس ابن الزبیر اور ابو ایوب انصاری جنہوں نے وہیں ۵۲ھ میں وفات پائی۔ اس سے مہلب نے یزید کی خلافت اور اس کے اہل جنت ہونے پر استدلال کیا ہے کہ وہ حدیث کے اس جملہ "مغفور لہم" کے عموم میں داخل ہے اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ محض بنی امیہ کی حمایت کے جذبہ میں کہی گئی ہے اور یزید کے اس عموم میں داخل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ کسی اور خاص دلیل سے اس سے خارج

لا خلاف ان قوله صلی اللہ علیہ وسلم مغفور لهم مشروط بكونه من اهل المغفرة حتى لو ارتد واحد ممن غزاها بعد ذلك لم يدخل في ذلك العموم اتفاقا قاله ابن المنير۔

(قسطلانی صفحہ ۱۲۴)

بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ حضور کا یہ قول مغفور لہم اجہاد قسطنطنیہ کے سب شرکاء بخش دیئے گئے اس شرط سے مشروط ہے کہ یہ لوگ مغفرت کے اہل ہوں حتیٰ کہ اگر اگر کوئی شخص اس غزوہ کے بعد ان میں سے مرتد ہو جاتے وہ بالاتفاق اس بشارت میں داخل نہیں رہے گا۔ یہ بات ابن منیر نے کہی ہے

مسلمانان اہلسنت و الجماعت سے درخواست

محترم قارئین! آپ نے محدثین، مورخین، محققین کی کی کتابوں کے مستند حوالے اور اکابرین اسلام کی آرائے گرامی بیسد حضرت امام حسینؓ اور یزید کے متعلق ملاحظہ فرمائی جو ہم نے بلا کسی تبصرے کے نقل کر دی ہیں آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں اِن حضرات کے پیش نظر اسلامی عقائد حقائق تاریخ و تحقیق کی حیثیت مد نظر رہی ہے وہ کسی بھی خود ساختہ عقیدے یا تحقیق

کے نام سے اصحاب رسولِ عربی کی تنقیص یا تحقیر کو کفر سمجھتے ہیں
اس طرح کسی مسلمان اور انسان کی اہانت بھی جرم سمجھتے ہیں۔
مسلمانوں کو یزید سے کوئی ذاتی دشمنی یا عناد نہیں لیکن بقول
جدید یزیدیوں اور خارجیوں کے تاریخ کا بھی مطالعہ کرنا چاہیے
انھیں معلوم ہونا چاہیے کہ نہ تاریخ آپ کے ساتھ ہے نہ
تحقیق۔ آپ کی تحقیق کی مثال وہی ہے کہ کھودا پہاڑ نکلا چوہا۔
یزید کا کردار لوگوں کو معلوم ہوا تو یزید سے نفرت و حقارت
پھیلنے لگی اور سیدنا حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ سیدنا حضرت
امام حسنؓ اور سیدنا امام حسینؓ اس طرح خلفاء راشدین اور سیدنا
حضرت معاویہؓ کی عظمت سے پھر اپنے ایمانوں کو تازہ کرنے لگے
افسوس ہے کہ قاتلانِ حسینؓ اور دشمنانِ صحابہؓ اور اہلبیت
کے لوگوں کی وکالت کرتے کرتے یہ لوگ ان مجرموں سے بھی
بازی لے گئے اور یزید، ابن زیاد، شمر، ابن سعد کو عظیم رہنما
اور غازی کہنے والے یہ حامیان یزید سیدنا حضرت علیؓ کی خلافت
پر تنقیص و تعریض کرتے ہیں اس طرح ابن ملجم کی حمایت کرتے
ہیں۔ آخر سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ عاشقانِ یزید و حامیانِ ابن
ملجم اہلسنت والجماعت مسلمانوں کو تحقیق کے پردہ میں
ظلمت و جہالت کی عمیق وادی میں کیوں دھکیل رہے ہیں۔ یہ
لوگ مسلمانوں کو ورغلانے کے لئے بعض دفعہ تاریخی کتابوں

سے امیر یزید کا جملہ دکھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ ہی امیر المومنین تھے اور خلفاء راشدین سے بھی افضل تھے۔ تاریخ میں اجماع ہی یزید پر ہوا ہے حالانکہ سب کو معلوم ہے کہ امیر یا خلیفہ کا لقب مسلمان سلطنتوں میں مستعمل رہا ہے اور وہ ہر اچھے برے حاکم کو امیر یا خلیفہ ہی کہتے ہیں۔ اس سلسلے میں یزید کا کردار کا کوئی ذکر نہیں آتا جیساکہ حضرت امام ابن تیمیہ منہاج السنۃ جلد ۲ میں فرماتے ہیں پس ان میں سے ایک (یعنی یزید اور اموی خلفاء جن کا ذکر اوپر کیا ہے) اس معنیٰ و اعتبار سے امام تھا کہ اس کو اقتدار حاصل تھا اور قوت عسکری اس کے پاس تھی وہی عزل و نصب کرتا تھا وہی حکمرانی کرتا تھا اس طرح وہ یزید خلیفہ یا سلطان تھا۔ پرہیزگاری اور گنہگاری فاسق و فاجر ہونا دوسرا امر ہے اہلسنّت یزید، عبدالملک اور منصور کو ایسا ہی حکمراں سمجھتے ہیں جیسے کسریٰ، قیصر و نجاشی حکمراں تھے۔ جیسے کوئی ان کی حکمرانی سے انکار نہیں کر سکتے ایسے ہی دنیاوی لحاظ سے یزید، عبدالملک منصور وغیرہ کی حکومت رہی ہے۔

ہم اس سلسلہ میں تاریخ اسلامی کا واقعہ ذکر کرتے ہیں جسے حافظ ابن حجر عسقلانی رح نے تہذیب التہذیب جلد اول صفحہ ۳۶۱ پر خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رح جو ملت اسلامیہ میں مجدد اول کے نام

سے موسوم ہیں اور اس واقعہ کو تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۴۶ پر علامہ جلال الدین سیوطیؒ یہ فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے سامنے یزید کو امیرالمومنین کہا تو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اسکو تنبیہہ کی اور تعزیر کی سزا دیتے ہوئے بیس کوڑے لگوائے لیکن موجودہ دور کے یزیدی گروہ کا باوا آدم ہی سب سے نرالا ہے وہ تو سیدنا امام حسینؓ اور سیدنا حضرت علیؓ کو صحیح معنوں میں عام مسلمان بھی نہیں سمجھتے۔ بلکہ ان کی کتابوں میں اور ذہنوں میں خاندان اہلبیت اور خلیفہ چہارم کی دشمنی رگ و ریشہ میں سرایت کئے ہوئے ہیں آج ان کے ہمنوا اپنے ان عقائد اور تحقیق کو علماءِ کرام، مشائخ عظام اور مفتیان ذوالاحترام سے معلوم کریں کہ ان عقائد کے لوگوں کی حیثیت اسلام میں کیا ہے۔۔۔!؟

خلیفہ چہارم سیدنا حضرت علیؓ پر خوارج کا افترا

خلافت راشدہ بترتیب اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ دوم سیدنا حضرت عمر فاروقؓ سوم سیدنا حضرت عثمان غنیؓ اور چہارم سیدنا حضرت علیؓ اسلام کی تاریخ و تحقیق عقائد کی روشنی میں ہمیشہ متفق طور پر اہلسنت والجماعت میں طے شدہ مسئلہ رہا ہے۔ مگر موجودہ دور کے خارجی ذہن عناصر اب پھر ملت اسلامیہ میں انتشار پیدا کرنے کے لئے گروہ خوارج کی

ہمنوائی کرتے ہوئے کہا کرتے ہیں کہ مسلمانان اہلسنت والجماعت میں بھی بعض اہل علم سیدنا حضرت علیؓ کو خلیفہ راشد نہیں سمجھتے اور اس طرح تلبیس اور قطع و برید کر کے بعض تاریخی مغالطے مسلمانوں کو دیتے رہتے ہیں۔ چنانچہ مسلمانان اہلسنت والجماعت کے اکابرین کی کتابوں اور تاریخ کے مستند حوالوں سے اہلسنت والجماعت کی حقانیت وصداقت ہم ثابت کرتے ہیں کہ سیدنا حضرت علیؓ کی خلافت بالکل حق و درست اور اجماعی ہے۔ جملہ مسلمانان اہلسنت والجماعت ان کے دورِ خلافت کو خلافت راشدہ کا دور سمجھتے ہیں اور حضرت علیؓ کو خلیفہ چہارم تسلیم کرتے ہیں۔ اس میں سوائے خوارج اور روافض کے اہلسنت کے کسی فریق کا اختلاف نہیں ہے۔

۱۔ تمام لوگوں میں انبیاء کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ افضل ہیں پھر عمر فاروقؓ اس کے بعد عثمان غنیؓ اور پھر حضرت علیؓ کا مرتبہ ہے اس طرح خلافت کی بھی ترتیب ہے۔

(عقائد نسفی)

علامہ ماوردی شرح مواقف میں تحریر فرماتے ہیں جب حضرت عثمان غنی شہید ہو گئے تو لوگ حضرت علیؓ کی بیعت پر جمع ہو گئے

(شرح مواقف صفحہ ۱۸۱)

۲۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ جب سیدنا حضرت عثمان غنی کی شہادت ہو گئی تو لوگوں نے حضرت علیؓ کو کہا کہ

پ لوگوں کو بیعت فرمائیں آپ نے انکار فرمایا آخر لوگوں کے
صرار پر فرمایا کہ میری بیعت علی الاعلان ہو گی۔ پھر مسجد میں تشریف
لائے۔ لوگوں نے بیعت کی اس لئے آپ خلیفہ برحق ہوئے
ور وقت شہادت تک خلیفہ راشد رہے خوارج برباد ہوں جو
یہ کہتے ہیں کہ آپ کبھی خلیفہ تھے ہی نہیں۔ (غنیۃ الطالبین ج ا صـ ۸۶)

۴۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ۔
نبوت حضور ص کے وصال سے ختم ہو گئی اور وہ خلافت جس
میں تلوار نہ چلی شہادت عثمان غنی رض سے اور خلافت کا خاتمہ حضرت
علی رض کی شہادت اور امام حسن کے خلافت چھوڑ دینے سے ہوا
حجۃ اللہ البالغہ صـ ۲۱۲

۵۔ امام احمد بن حنبل رح ارشاد فرماتے ہیں۔
خلفاء ابوبکر رض، عمر رض، عثمان رض اور علی رض ہیں سائل نے امیر
معاویہ رض کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کہ حضرت علی کے زمانہ
میں حضرت علی رض سے بڑھ کر کوئی حقدار دوسرا حکومت کا حق دار
نہیں تھا۔ (صواعق محرقہ از بیہقی ابن عساکر)

۶۔ حضرت امام نووی رح (مذہب شافعی شارح صحیح مسلم جلد دوم)
صفحہ ۲۷۲ پر تحریر فرماتے ہیں۔ حضرت عثمان رض کی خلافت اجماعاً
صحیح ہے وہ ظلماً شہید کیے گئے ان کے قاتل فاسق ہیں ان کے
قتل میں کوئی صحابی شریک نہیں ہوا۔ کمینے چند واہیوں اور رذیل
لوگوں نے شہید کیا حضرت علی کی خلافت بھی بالاجماع صحیح

اپنے عہد میں وہی خلیفہ تھے کسی دوسرے کی خلافت نہیں تھی۔

۷۔ امام جلیل علامہ جلال الدین سیوطیؒ تاریخ الخلفاء میں ابن سعد سے ناقل ہیں کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے دوسرے دن مدینہ طیبہ میں حضرت علی کی بیعت ہوئی۔ مدینہ طیبہ میں جتنے بھی صحابی تھے سب نے بیعت کی۔

۸۔ حضرت علامہ ابن حجر مکیؒ صواعق محرقہ میں فرماتے ہیں کہ گزشتہ باتوں سے معلوم ہوا کہ اہل حل وعقد کے اجماع سے خلفاء ثلاثہ کے بعد خلافت کے مستحق حضرت علیؓ ابن ابی طالب تھے یہ اہل حل وعقد حضرات طلحہؓ، زبیرؓ، ابوموسیٰ، ابن عباسؓ خزیمہ بن ثابت اور ابی ہیثمہ بن سنان محمد بن سلمہ، عمار بن یاسر ہیں۔ شرح مقاصد میں بعض متکلمین سے ہے کہ خلافت علی پر اجماع ہے۔ وہ اس طرح کہ حضرت عمرؓ کی مشاورتی کمیٹی میں بالاتفاق طے ہوا تھا کہ خلافت حضرت علیؓ یا خلافت حضرت عثمان غنیؓ کے لئے ہے چنانچہ اس سے ثابت ہوا کہ جب حضرت عثمان نہ ہوں تو خلافت حضرت علی کا حق ہے جب حضرت عثمان نہ رہے تو حضرت علیؓ اس کے مستحق اجماعاً رہے۔

(صواعق محرقہ ص۷۲)

مندرجہ بالا ارشادات کے بعد خوارج کی فوج ظفر موج کو اپنے گریبان میں جھانکنا چاہیے کہ وہ اپنی تمام چالوں اور شرمناک وافسوسناک گردار وشعبدہ بازی سے مسلمانان

اہلسنت والجماعت کو زیادہ دیر تک اصل حقائق سے بے خبر نہیں رہ سکیں گے

فتنہ خوارج کی ابتداء

حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ حضور انورؐ مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ عبداللہ ذوالخواصرہ تمیمی آپ سے کہنے لگا یارسول اللہ عدل فرمایئے۔ تو حضورؐ نے فرمایا کہ اگر میں عدل نہیں کروں گا تو پھر کون عدل کریگا۔ صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرمائیں کہ ہم اس کی گردن اڑا دیں آپؐ نے فرمایا رہنے دو۔ کیونکہ ان کے کچھ ساتھی ایسے ہوں گے کہ وہ تمہاری نمازوں اور روزوں سے زیادہ عمل کریں گے مگر دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے شکار کو تیر چھید کرکے نکل جاتا ہے گروہ خوارج کا زعیم اوّل ذوالخویصرہ تمیمی تھا مگر اس فتنہ کا ظہور جنگ صفین میں ہوا یہ گروہ اپنے ہر فرد کو حضرت علی سے افضل سمجھتا ہے تواتر کے منکر ہیں اس گروہ کا نعرہ "لا حکم الا اللہ" ہے یہ گروہ اہل حق سے خروج جائز سمجھتا ہے اس گروہ نے سیدنا حضرت علی سے جنگ کی جس میں خارجیوں کی تعداد چھ ہزار تھی اس گروہ میں سے بہت سے لوگ مارے گئے۔ حضرت علیؓ کے لشکر کے صرف دو آدمی شہید ہوئے جنگ کے بعد جب لاشوں کو دیکھا گیا تو خوارج کے گروہ میں سے وہ آدمی بھی ملا تھا جس کا ایک ہاتھ عورت کے پستان کی طرح تھا ایسے گمراہ گروہ کی نشاندہی حضور اکرمؐ نے فرما دی تھی جسکی پوری تفصیل

حدیث بخاری میں دیکھی جا سکتی ہے علامہ ابن جوزیؒ خارجیوں کے گروہ کا تذکرہ کرتے ہوئے چند مشہور گروہوں کا ذکر کیا ہے جن میں بڑے یہ ہیں۔ ازارقیہ، اباسینیہ، ثعلبیہ، حازمیہ، خلفیہ، کوزیہ، شمراقیہ، کنزیہ، اشنیہ اور اخسنیہ وغیرہ

خارجی گروہ گھنٹال :- (۱) عبدالرحمن بن ملجم (۲) برک بن عبداللہ (۳) عمرو بن بکر التمیمی ہیں ان کے عزائم یہ تھے کہ یہ لوگ سازش کر کے سیدنا حضرت علیؓ سیدنا حضرت امیر معاویہؓ اور سیدنا حضرت عمرو بن العاصؓ کو شہید کر دیں خوارج کے بارے میں حضور اکرمؐ نے فرمایا ہے کہ یہ جہنم کے کتے ہیں اور سیدنا حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میری ذات سے دو طرح کے لوگ تباہ ہونگے ایک وہ جو میری محبت میں افراط سے مجھے وہ رتبہ عطا کریں گے جو مجھے حاصل نہیں اور دوسرا گروہ میری عداوت کی وجہ سے مجھ پر بہتان باندھیں گے (جیسے خوارج و روافض) اس لئے اہلسنت والجماعت کا مسلک بالکل صحیح ہے جو افراط و تفریط سے پاک ہے، دوسری حدیث میں ہے کہ سیدنا حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مومنین مجھ سے محبت کریں گے اور منافق بغض رکھے گا

ان جملہ واقعات کے بعد آج مسلمان جن موجودہ حالات پر نظر ڈالتا ہے تو اسے اسلام میں خوارج و روافض کے فتنوں کے شروع ہونے کا اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے گلشن اسلام کو اجاڑنے کے لئے کس طرح رسول اکرمؐ کے رفقاء و خلفاء

اعزا و اقربا اور خاندان رسالت اجماع امت اکابر ملت
کے خلاف کس طرح ریشہ دوانیاں کی ہوئی ہیں جس کو دیکھ کر
خلیفہ ثالث سیدنا عثمان کی شہادت کے واقعات سنی مسلمانو
کے دلوں میں تازہ ہو جاتے ہیں آج ضرورت اس امر کی ہے کہ
مسلمانان اہلسنت والجماعت بیدار ہو جائیں اور صحابہ کرام
کی عظمت اور اہلبیت کی محبت اور مسلک اجماع امت کی صداقت
کے لئے اپنا فریضہ سرانجام دیں اور صحابہ دشمن عناصر اور
خاندان نبوت کے دشمن عناصر کی سرکوبی کے لئے علمی میدان
میں آئیں اور نام نہاد مجتہدین اور محققین کو تاریخ اسلامی کے
زریں دور کو سیاہ قرار دینے اور مسلمانوں کے متاع ایمان کو
تباہ ہونے سے بچائیں۔

آج خوارج تاریخ و تحقیق کے نام پر سیدنا حضرت علی رض دشمنی
اور حضرت و اہلبیت کے خلاف جارحانہ رویہ اختیار کئے ہوئے
اپنی خارجی ذہنیت کا مکروہ مظاہرہ کر رہے ہیں اور خود نبی آخر
الزماںؐ پر برملا یہ الزام لگاتے ہیں کہ نبی نے اپنے گھرانے میں کسی
کو خلافت، کسی کو جنت میں عورتوں کی سرداری اور اپنے نواسوں
کو جنت میں نوجوانوں کی سرداری دیگر مسلمانوں کی حق تلفی
کی ہے ان کا یہ الزام ان کے فرقہ کے بانی ذوالخویصرہ تمیمی کے اس
بدترین اور گستاخانہ کفریہ اعتراض کا دوسرا نام ہے جو اس بدبخت
نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۔ کو کہا تھا کہ یا رسول اللہ عدل فرمایئے

مسلمان اہلسنت والجماعت اب تو آنکھیں کھولیں اور خارجیوں کا محاسبہ کریں۔

سیدنا امام حسینؓ کا مقام حضورؐ اور خلفائے راشدین کی نظر میں

تمام مسلمانوں کا متفقہ فیصلہ ہے کہ حضور اکرمؐ کے ارشادات اور صحابہ کرامؓ اور خلفائے راشدین کے واقعات و معاملات ہی دین حق کے بنیادی اصولوں میں سے ہیں سوائے فرقہ باطلہ و کاذبہ کے ہر مسلمان ان ارشادات و احکامات کے ہوتے ہوئے کسی اور جانب دیکھتا بھی نہیں۔ کیونکہ ادھر ادھر وہی جھانکتا ہے جو ان حضرات کے بیان فرمودہ ارشادات سے مطمئن نہیں یہی حال ہمارے دور کے خوارج و روافض کا ہے کہ یہ لوگ اپنے ہی خود ساختہ اعتقادات اور نظریات کو قرآن و سنت پر اہمیت و فوقیت دیتے ہیں اور اس طرح حضور اکرمؐ اور صحابہ کرام پر بے اعتمادی کر کے خسران مبین کا ارتکاب کرتے ہیں۔ ہمارے دور کے خوارج کا رویہ کربلا کے ظالم کوفیوں سے کم نہیں جنہوں نے محبوب نواسے کو دھوکہ سے بلا کر کربلا میں بے یار و مددگار چھوڑ دیا اور اس طرح یزیدی فوجوں کو ان کو شہید کرنے کا موقع فراہم کیا جیسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ یزید ہی کے اشارے پر بنا بنایا پروگرام تھا صرف مدینہ طیبہ اور مکہ مکرمہ سے جو مرکز اسلام تھے ان سے دور بلا کر

نامعلوم مقام پر رسول اللہ ﷺ کے گھرانے کے چہیتے چشم و چراغ کو
شہید کردیا جائے گویا اس طرح لوگوں کو انکی پوری اطلاع اور
معلومات نہ ہو سکے گی اور یزید کی خواہشات بھی پوری ہو جائینگی
آج کل کے خارجی جو کہ دراصل کوئی ذہنیت رکھتے ہیں ان کی فطرت
اور طبیعت میں نواسہ رسولؐ کے لیئے وہی انتقامی جذبہ اور آتش
انتقام اور زبان بے لگام بانداز تیز گام نظر آتی ہے جس سے معلوم
ہوتا ہے کہ قاتلانِ حسینؓ کی ذریت ہر دور میں مسلمانوں میں شروفساد
اور اکابر حق پر بے اعتماد رہی ہے آج یہ لوگ بھی اہلسنت کے بھیس
میں اہلسنت والجماعت کی جڑیں کھوکھلی کرنے پر تلے ہوئے ہیں
جو اجماع امت اور عقائد اہلسنت کی مخالفت کے ساتھ اپنی
معصومانہ و محققانہ اداؤں سے مسلمانوں میں مار آستین بن کر
ایمان کو ڈس رہے ہیں ان کی کھلی پہچان یہ ہے کہ اہلسنت والجماعت
کے اکابر اور ان کے پاکیزہ عقائد کا تذکرہ ہوتا ہے تو یہ لوگ نکتہ چینی
کرتے ہیں اور اپنے آپ کو ان سے علیحدہ تصور کرتے ہیں یہی کوفیانہ
ذہنیت ان کے علم و عمل سے عیاں ہوتی ہے جس سے ہر مسلمان ان کے
مکروہ عزائم جان سکتا ہے اب ہم یہاں سیدنا امام حسینؓ کا تذکرہ احادیث
نبویؐ ارشادات خلفائے راشدینؓ اور تاریخ و عقائد کی کتابوں سے
کرتے ہیں جس سے اندازہ ہوگا کہ کوفی ذہن کے خارجیوں نے کس طرح
شہید کربلاؓ پر مظالم ڈھانے کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے انھوں نے
جو ظلم آج سے چودہ سو سال پہلے شروع کیا تھا آج تک اس کی انتہا نہ ہو سکی

اور ہر روز ایک نیا وار سید شباب اہل جنۃ پر کرتے رہتے ہیں جو کبھی تیر و تلوار کے وار سے اور آج تاریخ و تحقیق کے نام سے ہوتا رہتا ہے انما یرید اللہ یذھب عنکم الرّجس اھل البیت و یطھرکم تطھیراً۔ اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ اے پیغمبرؐ کے گھر والو تم سے معصیت اور نافرمانی کی گندگی کو دور رکھئے اور تم کو ظاہراً و باطناً عقیدۃً و عملاً بالکل پاک و صاف رکھے (بیان القرآن) اس آیت کے شان نزول کا ذکر مسلم شریف میں اس طرح ہے کہ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ایک روز صبح کے وقت نبی کریمؐ تشریف لائے اس شان سے کہ آپ اونیٰ منقش کمبل اوڑھے ہوئے تھے اتنے میں حضرت حسن بن علیؓ بھی آگئے آپ نے ان کو اسی کمبل میں لپیٹ لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت حسینؓ بن علیؓ بھی آگئے آپ نے انکو بھی اس کمبل میں لپیٹ لیا تھوڑی دیر کے بعد حضرت فاطمہؓ بھی وہاں آگئیں آپ نے ان کو بھی اس کمبل میں داخل کر لیا تھوڑی دیر بعد حضرت علیؓ تشریف لائے آپ نے انکو بھی اسی کمبل میں داخل کر لیا۔ مندرجہ بالا ارشادِ ربانی اور حدیث نبویؐ کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرات حضور اکرم کے گھرانے میں شامل ہیں اس لئے یہ مسلمانوں کے لئے تعظیم و توقیر اور محبت میں جملہ اہلبیت، ازواجِ مطہرات، اولاد، بھائی، چچا، پھوپیاں، فرد داماد کی طرح واجب الاحترام ہیں۔ ایک دوسری جگہ ترمذی شریف میں ہے حسین منی وانا من الحسین احب اللہ من احب حسیناً۔

حسین میری اولاد ہیں اور مجھ کو حسین سے خاص تعلق ہے اللہ تعالیٰ محبت
فرماتا ہے اس شخص سے جو حسین سے محبت کرے (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۰۵)
میں حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریمؐ نے فرمایا من احبہما
فقد احبنی ومن ابغضہما فقد ابغضنی۔ جو حسن و حسین سے محبت
کریگا اس نے مجھ سے محبت کی جو حسن و حسین سے بغض و عداوت
رکھے گا مجھ سے بغض و عداوت رکھنے والا ہے (بخاری و مشکوٰۃ ص ۵۷۰)
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہما ریحانی من الدنیا
فرمایا نبی کریمؐ نے حسن و حسین یہ دونوں میرے لئے بمنزلہ دو ریحان
یعنی خوشبودار پھول کے ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی احادیث ہیں
حضرت حسنؓ و حسینؓ کے فضائل و مناقب بیان فرمائے ہیں جو کہ ایک
مسلمان کے لئے کافی ہے اور ہم مخالفین کو کھلا چیلنج دیتے ہیں کہ
احادیث نبوی میں سے کوئی حدیث پیش کر دیں جس سے سیدنا حضرت
علیؓ حضرت معاویہؓ و فاطمہؓ و عائشہ صدیقہ اور حضرت حسینؓ کی
تنقیص ثابت ہوتی ہو اگر نہیں تو ان حضرات سے بغض و عناد
ہی دارین کی تباہی کے لیے کافی ہے۔

خوارج کا اعتراض اور اسکا جواب۔

جدید خوارج حضرات حسن و حسینؓ پر
اعتراض کرتے ہیں کہ یہ حضرات صحابہ میں شامل ہی نہیں حالانکہ
جملہ اہلسنت والجماعت ان حضرات کو صحابہ میں شامل کرتے
ہیں اور یہی محدثین کا عقیدہ ہے چنانچہ وہ ان کتابوں اور محدثین

کے ارشادات گرامی مع حوالہ جات نقل کرتے ہیں جس سے خارجیوں کے ناپاک عزائم کا بھرم کھل جاتا ہے حدیث نبوی مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب مناقب اہلبیت عن ابی سعید الخدری قال رسول اللہ الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ۔ حضرت ابوسعید خدری رض سے مروی ہے کہ نبی کریم ص نے فرمایا حسن و حسین نوجوانان جنت کے سردار ہوں گے۔ البدایۃ والنہایہ ص۱۵ میں حافظ ابن اثیر تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت حسین رض نے نبی کریم کی حیات مبارکہ کا صرف پانچ سال یا اس کے قریب قریب زمانہ پایا اور دوسری جگہ اس کے بعد صفحہ ۲۵ میں فرماتے ہیں حضرت امام حسین رض نے براہ راست نبی سے چند حدیثیں سن کر بیان فرمائی ہیں جن میں سے ایک حدیث ابن ماجہ میں باب ما جاء فی الصبر علی مصیبتہ میں ص۱۱۶ میں موجود ہے اس روایت کو حضرت امام احمد بن حنبل رح نے بھی ذکر فرمایا ہے اور علامہ ابن حجر شارح بخاری تہذیب التہذیب جلد ۲ ص۳۴۵ میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت حسین بن علی رض احادیث کو نبی کریم سے براہ راست نقل کرتے ہیں اور اپنے والد حضرت علی کے واسطے سے بھی اور حضرت عمر فاروق رض کے واسطے سے بھی حافظ ابن عبد البر بہت بڑے محدث فقیہ و حدیث سند کے ساتھ الاستیعاب ص۱۴۵ ج۱ میں ذکر فرماتے ہیں آخر میں حافظ ابن اثیر البدایۃ والنہایۃ ص۱۵۰ ج۸ پر ارشاد فرماتے ہیں کہ حسین رض نے نبی کریم کا زمانہ پایا اور آپ کے فیض صحبت سے برابر مشرف ہوتے رہے یہاں تک کہ نبی کریم ص

نے اس عالم فانی سے کوچ فرمائے اور آپ حضرت حسین سے بہت
خوش اور راضی تھے (یہ یاد رہے کہ یہ کتب جدید خارجیوں کے
نزدیک بھی مسلم مستند اور ثقہ ہیں۔)

سیدنا حسین خلفائے راشدین کی نظر میں:- حافظ ابن کثیر البدایہ والنہایہ

ج ۸ ص ۳۸ پر تحریر فرماتے ہیں۔ ثم کان الصدیق یکرمہ ویعظمہ و
کذلک عمر و عثمان۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی حضرت حسین کی تعظیم
وتکریم کیا کرتے تھے اور یہی طرز عمل ان کے ساتھ حضرت فاروق
اعظم رض اور حضرت عثمان ذوالنورین کا تھا اور اسی صفحہ پر آگے لکھتے
ہیں کہ ان عمر لما عمل الدیوان قد فرض للحسن والحسین
مع اهل بدر فی خمسة الف خمسة الاف۔ حضرت فاروق اعظم
نے حضرات صحابہ کرام کے وظیفوں کے لئے فہرست مرتب فرمائی
حضرت حسن وحسین کے لئے حضرات صحابہ اہل بدر کے ہمراہ پانچ
پانچ ہزار سالانہ وظیفہ مقرر فرمایا۔ البدایۃ والنہایۃ ج ۸ ص ۳۶ پر
رسول اللہ کے عظیم صحابی حضرت عمرو ابن العاص کا واقعہ تحریر
فرمایا ہے کہ وہ خانہ کعبہ کے قریب تشریف فرما تھے سامنے سے حضرت
حسین نظر آئے تو آپ نے انکا چہرۂ انور دیکھ کر فرمایا ھذا احب
الارض الی اھل السماء یہ حضرت حسین رض ہیں جو روئے زمین کے
تمام انسانوں میں آسمانی مخلوق یعنی فرشتوں کی نظر میں سب

سے زیادہ محبوب تھے۔

حافظ ابن اثیر البدایۃ والنہایۃ ج۸ ص۱۵۰ پر حضرت امیر معاویہؓ کا معاملہ جو وہ حضرت حسینؓ کے ساتھ فرماتے تھے تحریر فرماتے ہیں ولما توفی الحسن کان الحسین لقیہ الیٰ فی کل عام فنطعمہ ویکرمہ۔ اور جب حضرت حسنؓ کی وفات ہو گئی تو حضرت حسینؓ ہر سال حضرت معاویہؓ کے پاس جایا کرتے تھے وہ حضرت حسینؓ کا اکرام فرماتے اور معمول کے مطابق بخشش کرتے تھے ابن اثیر حضرت عبداللہ بن عباس کا واقعہ البدایۃ والنہایۃ ج۸ ص۵۸ پر نقل کرتے ہیں کہ جب حسن و حسین سوار ہو کر چلتے تو وہ خادمانہ انداز میں رکاب تھام کر چلتے اور اس عمل کو وہ اپنے لئے ایک عظیم نعمت اور سعادت تصور کرتے۔ اسی صفحہ پر آگے چل کر حضرت حافظ ابن اثیر قرنِ اوّل سے لیکر آخری دور تک کے مسلک حق کی ترجمانی فرماتے ہیں کہ حضرت حسینؓ بلاشبہ تمام مسلمانوں کے سرداروں میں شامل ہیں اور صحابہ کی جماعت میں داخل ہیں اور نبی کریم کی سب سے محبوب صاحبزادی کے فرزند ہونے کی سعادت رکھتے ہیں اور آپ نہایت درجہ عابد و سخی و بہادر تھے رضی اللہ عنہ

(البدایۃ والنہایۃ ج۸ ص۱۵۸)

قارئین کرام آپ نے کتاب کے حوالہ جات ملاحظہ فرمائے جن میں ہم نے اہل حق کی ترجمانی اور مسلک حق کی وضاحت

کردی اب ہم خارجی ذہن اور عاشقان یزید سے معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ جب خلفائے راشدین اور صحابہ کرام حضرات حسنین رضی کی تعظیم و تکریم فرماتے ہیں اور آپ کا مشن تنقیص اہلبیت قدح حسین اور مدح یزید ہی وظیفہ ہو تو آپ ذرا خلفائے راشدین اور صحابہ کرام کے متعلق اپنے فیصلے اور عقیدے کا اعلان فرمائیں کہ ان حضرات کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں اور جواب کا مسلمانان اہلسنت والجماعت کو انتظار رہے گا۔ ختم شد

واقعہ حرہ

یہ واقعہ حامیان یزید کے لئے تازیانے کا کام دیتا ہے۔ شہادت امام عالیمقام پر اہل مدینہ کو جو رنج و غم ہوا وہ کسی سے پنہاں نہیں۔ اس پر ستم یہ ہوا کہ یزید پلید نے اب کھلم کھلا فسق و فجور کا بازار گرم کر دیا جس کے باعث جن اہالیان مدینہ نے یزید کی بیعت کی ہوئی تھی توڑ دی۔ تو یزید نے مسلم بن عقبہ کو مدینہ پر فوج کشی کا حکم دیا جس کی فوج نے ہزاروں صحابہ کبار کو شہید کیا۔ مسجد نبوی میں گھوڑے باندھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر مقدس کو نجاست سے آلودہ کیا۔ جنت کی کیاری کو ان کے گھوڑوں نے لید اور پیشاب سے بھر دیا۔ ان وحشی درندوں اور کافروں نے مدینۃ الرسول کی بہو بیٹیوں کی عصمت کو لوٹ لیا۔ ایک ہزار سے نا کتخدا پاکبازوں کی عصمت دری کی۔ تین دن تک آسمان سیاہ رہا۔ اس دوران مسجد نبوی میں نہ آذان ہوئی نہ جماعت۔ حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں، میں دیوانہ بن کر قبر انور کے پاس چھپا رہا۔ بوجہ تاریکی نمازوں کے اوقات کا پتہ نہ چلتا تھا۔ ڈر کے مارے مسجد میں کوئی نہ آتا۔ لوگ گھروں میں سہمے بیٹھے تھے۔ قبر انور سے آذان کی آواز آتی تو میں نماز پڑھتا۔

اس کے بعد یزیدی فوج نے بحکم یزید مکہ مکرمہ کا رخ کیا۔ وہاں بھی پہلے کی طرح حرم پاک میں بے حرمتی کی گئی۔ بیت اللہ شریف پر منجنیق کے ذریعہ آگ کے گولے برسائے گئے جس سے خانہ کعبہ کا ایک کونہ شہید ہو گیا اور غلاف کعبہ جل گیا۔ اسی دوران پیغام آیا کہ یزید پلید مر گیا ہے تو محاصرہ ختم ہوا۔ ایسے ظالم کو توبہ کی مہلت ہی کہاں ملتی ہے۔

یزیدیوں کے افکار و نظریات کی مزید تفصیل درکار ہو تو بندہ کی تالیفات فتنہ ناصبیت، فتنہ خارجیت، فتنہ یزیدیت اور روپ بہروپ ملاحظہ ہو۔

قارئین کرام ! آپ نے یزید اور یزیدیوں کی بدمعاشی ملاحظہ فرمائی اور اس کے مقابلے میں مسلک حقہ بھی ملاحظہ فرمایا۔ اللہ تعالٰے ہمیں اسی مسلک حقہ پر قائم دائم رکھے اور تمام باطل مذاہب سے محفوظ و مامون فرمائے۔

لہٰذا ہمیں ان سے دور رہنا چاہیئے۔ جیسا کہ مولانا رومی نے فرمایا ہے ؎

تا توانی دور شو از یارِ بد   یارِ بد بدتر ترا از مارِ بد !

یارِ بد بر تن زند بر جاں زند   مارِ بد بر جان و بر ایماں زند

یعنی جہاں تک ہو سکے بدمذہب اور بدعقیدہ دوست سے دور رہیئے۔ کیونکہ بدعقیدہ دوست زہریلے سانپ سے بدتر ہے۔ زہریلا سانپ تو تیرے جسم و جان پر مار کرے گا مگر بدعقیدہ دوست تیری جان اور ایمان کو برباد کر کے رکھ دے گا۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین و الصلوٰۃ و السلام علیٰ خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد و علیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الرحمین آمین

احقر

حاجی فقیر نواب الدین عفی عنہ، گولڑوی۔ لاہور

محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

مؤلف کی تازہ تالیفات

۱- **فتنہ خارجیت** — اس کتاب میں حامیان یزید کی مکاری و عیاری بیان کی گئی اور ان کی اصل شکل واضح کی گئی ہے یعنی خارجیت۔ ہدیہ: ۲ روپے

۲- **فتنہ یزیدیت** — اس کتاب میں نام نہاد محققین کے نظریات کا رد کتاب و سنت سے کیا گیا ہے اور امام عالیمقام کا مقام عند اللہ و عند الرسول بیان کیا گیا ہے اور یزید پلید کا کردار اور انجام بیان کیا گیا ہے۔ ہدیہ: ۸ روپے

۳- **فتنہ ناصبیت** — اس کتاب میں کراچی کی نام نہاد مجلس عثمان کی حقیقت بیان کی گئی ہے اور ان کا حب عثمان میں بغض علی و صحابہ کا بیان ہے۔ ہدیہ: ۲ روپے

۴- **فتنہ نجدیت** — قرن شیطان یعنی شیخ نجدی کا کردار اور اس کے رد افکار و نظریات قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کئے گئے ہیں۔ ہدیہ: ۸ روپے

۵- **فتنہ معتزلہ** — اس تالیف میں ابن تیمیہ کا کردار اس کے عقائد باطلہ کی وضاحت کی گئی ہے یہی وہ پہلا شخص تھا جس نے عقائد و اعمال میں بدعت سیئہ کی بنیاد ڈالی۔ ہدیہ: ۴ روپے

۶- **فتنہ وہابیت** — اس تصنیف میں برصغیر پاک و ہند میں وہابیت کی آمد اور اس کے اثرات پر روشنی ڈالی گئی ہے اور غیر مقلدین کے عقائد بیان کئے گئے ہیں۔ ہدیہ: ۶ روپے

۷- **فتنہ دیوبندیت** — اس کتاب میں مولوی اسمٰعیل دہلوی اور اس کی کتاب تقویۃ الایمان کا اثر دیوبندی حضرات پر جس کے نتیجہ میں عقائد کے معاملہ میں ان کی دورنگی واضح کی گئی ہے۔ ہدیہ: ۷ روپے

۸- **فتنہ مودودیت** — اس میں مودودی صاحب کے وہ افکار و نظریات بیان کئے گئے ہیں جو سراسر اسلام کے خلاف ہیں اور تفسیر تفہیم القرآن کی حقیقت بیان کی گئی ہے جو صریحاً تفسیر بالرائے ہے۔ ہدیہ: ۳ روپے

۹- **میں تم سے بڑا وہابی ہوں** — اس کتابچہ میں وہابیت کی اصل شکل دیوبندی آئینہ میں دکھائی گئی ہے۔ ہدیہ: پچاس پیسے

۱۰- **وہابیوں کی سیاسی عیاری** — اس کتابچہ میں دیوبندیوں کی اس مہم کا بیان ہے جو آج کل وہ پاکستان کی تاریخ کو مسخ کرنے کے سلسلہ میں چلا رہے ہیں۔ ہدیہ: پچاس پیسے

۱۱- **صراط مستقیم** — اس میں تبلیغی جماعت کے طریقہ کار کو خلاف سنت اور علمائے دیوبند کے قلم سے بدعت ضلالہ ثابت کیا گیا ہے۔ ہدیہ: ۶ روپے

۱۲- **نوری بشر** — اس میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات کو کتاب و سنت اور آثار اور اکابر علمائے دیوبند کی تحریرات سے نور ثابت کیا گیا ہے۔ ہدیہ: ۶ روپے

لا حکم الا اللہ — خوارج کا نعرہ

۵ خارجی جہنم کے کتے ہیں

ابوالامام فقیر حاجی نواب الدین کی تصانیف

گلدستہ عقیدت

اس کتاب میں نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم غیب کا ثبوت معجزات کی روشنی میں دیا گیا ہے۔ اور علماء دیوبند و اہلحدیث کے مکاشفات بطور کرامات بیان کئے گئے ہیں۔ ہر مکتب فکر کے لئے یکساں مفید ہے۔ ہدیہ: ۵ روپے

عقائد سفینہ مہریہ

اس کتاب میں عقائد حقہ اہل سنت وجماعت حضور اعلیٰ گولڑوی قدس سرہ کی تحریرات سے جمع کئے گئے ہیں۔ اور تمام اختلافی مسائل کو قرآن وسنت کی روشنی میں حل کیا گیا ہے۔ ہدیہ: ۴ روپے

موازنہ تراجم قرآن

اس میں مختلف مکاتیب فکر کے اردو تراجم کا موازنہ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمے سے کیا گیا ہے اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ صرف یہی ایک ترجمہ ہے جو قرآن کے مفہوم کو کماحقہ بیان کرتا ہے اور اس میں حفظ مراتب کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ ہدیہ: ۳ روپے

روپ بہروپ

اس کتاب میں "منافقین کا کردار غزوات میں" بیان کیا گیا ہے۔ اور ان کے نفاق کا پردہ چاک کیا گیا ہے۔ جو وہ اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلاف کرتے رہے اور ان منافقوں کی چودہ سو سالہ تاریخ کی بھی نقاب کشائی کی گئی ہے اور ان کے تمام چہروں سے پردہ ہٹایا گیا ہے۔ ہدیہ: ۴ روپے

دو رخی

اس کتاب میں علماء دیوبند کی متضاد عبارات بلاتبصرہ پیش کی گئی ہیں۔ اور ان کی دورنگی پالیسی کو عیاں کیا گیا ہے۔ ایک عالم جس عقیدے کو شرک قرار دیتا ہے۔ دوسرا اسی کو عین توحید۔ ایک عالم جس عقیدے کو کفر قرار دیتا ہے دوسرا اسی کو عین اسلام۔ اسی طرح ایک عالم ایک عمل کو بدعت کہتا ہے تو دوسرا اس کو عین ایمان جانتا ہے۔ یہ کتاب بہت معلوماتی ہے۔ اس میں ان کے عقائد واعمال کا خوب پوسٹمارٹم کیا گیا ہے۔ مقررین حضرات کے لئے خزینہ بے بہا ہے۔ ہدیہ: ۱۴ روپے

ملنے کا پتہ

مکتبہ غوثیہ الشمس سٹریٹ ۱۷- سعدی پارک، مزنگ، لاہور